دین حنیف کا ترجمان

ماہنامہ سیدھا راستہ لاہور

(جلد نمبر ۱۷ شمارہ نمبر ۹) ذوالحجہ / محرم الحرام ۱۴۲۷ھ جنوری ۲۰۰۷ء

اولیاء کرام کا ہے فیضان پاکستان پاکستان

ہر پاکستانی، پاکستانی مشروبات و مصنوعات کا استعمال کرے

فہرست

۱	نعت شریف	۲
۲	اداریہ	۳
۳	تفسیر یوسفی	۵
۴	عدت اور سوگ	۱۰
۵	تبصرہ کتب	۱۵
۶	شمائل نبوی ﷺ	۱۶
۷	شریعت و طریقت تعلیم بحوالہ کشف المحجوب شریف	۱۹
۸	بخاری شریف پڑھئے بحوالہ تیسیر الباری	۲۲
۹	پیغامات حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ	۲۷

بیادگار

عالم یلمعی فاضل لوذعی

پیر طریقت قطب جلی امین علم لدنی حضرت علامہ

حاجی محمد یوسف علی نگینہ سرکار قدس سرہ العزیز

بظل عنایت

مجمع انور نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ	حاجی محمد اللہ دتہ یوسفی
مجمع انور نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ	منیر احمد یوسفی
مجمع انور نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ	بشیر احمد یوسفی
مجمع انور نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ	خلیل احمد یوسفی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

مدیر اعلیٰ
منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مینیجنگ ایڈیٹر
رشید احمد جنجوعہ ایم۔اے ایل۔ایل۔بی

مدیر معاون
صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی

سرکولیشن کنٹرولر
شیخ فہد احمد یوسفی

زیر انتظام

صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی

صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی

مسلسل اشاعت کا سترہواں سال

قیمت فی شمارہ	25
الجزائر، ایران، ترکی، عراق	1500
عرب امارات و سعودی عرب	1500
انگلینڈ	1500
کینیڈا، امریکہ	2000
پاکستان	250

ویب سائٹ: www.seedharastah.com

ای میل ایڈریس: info@seedharastah.com

حمد باری تعالیٰ

از قلم: عقیل گیاوی (بشکریہ جام نور دہلی)

اس بحر بیکراں میں یہ جلوہ نما ہے کون
مچھلی کو تیرنے کا ہنر دے رہا ہے کون

حکمت سے کس کی ہیں یہ پہاڑوں کے سلسلے
تحت الثریٰ میں کیا ہے، خبر آشنا ہے کون

قفقس کو لے شناسی کی بخشی ذہانتیں
پتھر کے نیچے کیڑے کا حاجت روا ہے کون

صوت بشر سے اس کی صدا کی مشابہت
طوطے کو بولنے کا سلیقا دیتا ہے کون

رہتے ہیں ایسے لوگ خسارے کی دھند میں
ملحد کو کیا خبر کہ سبھوں کا خدا ہے کون

کھوئی ہوئی ہے ذکر میں فصلِ بہار بھی
خوشبو بہ ہر مقام یہ بکھیر رہا ہے کون

غرقاب آب قہر میں فرعونیت ہوئی
باطل کو قسط قسط مٹا رہا ہے کون

گمراہیوں سے مجھ کو بچاتا ہے اے عقیلؔ
منزل کی آگہی کی ضیاء بھیجتا ہے کون

رباعی

نال انگلی دے چن دو کھن کر دا لگے شہر دا بدر منیر ویکھو
آوے عمر تے جاوے فاروق بن کے سوہنا بدلدا کیویں تقدیر ویکھو

کھارے کھوہ مٹھاس وچہ بدل دیندا لب اوہدے دی شیریں تاثیر ویکھو
ہر تھاں پاک محمد ﷺ دا حسن یوسفؑ کر کے روشن اپنے ضمیر ویکھو

سلام اہل بیت

از قلم: مولانا محمد یونس مالیگ

ہیں جو مدّاح و مُحِبّ دل سے غلام اہل بیت
خلد کا مژدہ اُن کو ہے اور پیام اہل بیت

اللہ اللہ! عزّ و شان و احتشام اہل بیت
آسماں سے ارفع و اعلیٰ مقام اہل بیت

آتے تھے جھولا جھلانے حضرت حسنین کا
حضرت جبریل آگاہِ مقامِ اہل بیت

ہے شہیدانِ وفا کے خون کی سُرخی شفق
شام غمگیں جو بھی ہے لگتی ہے شام اہل بیت

خاک ہو جائے یہ طغیانی، ترا پانی فرات!
جب ضرورت پر نہ آیا تو، بہ کام اہل بیت

تھا یزیدی ظلم و استبداد اُدھر حد سے سوا
صبر کی بھی تھی اِدھر محکم زمامِ اہل بیت

صُبحِ عاشورہ اذان آخری اکبر نے دی
با تیمّم ہیں جماعت میں تمام اہل بیت

قاسم و اکبر محمد عابد و عباس و عون
اور حُسین ابنِ علی جو ہیں امام اہل بیت

ایک اِک کر کے ہر اک نے جان راہِ حق میں دی
ہے بہت مشہور قربانی بنامِ اہل بیت

آیۂ تطہیر میں ہے اُن کی توصیف و ثنا
کس قدر منظورِ حق ہے احترام اہل بیت

کر رہی ہے ساری اُمت پیشِ خدمت باادب
تو بھی یونسؔ عرض کر اپنا سلامِ اہل بیت

اداریہ

مجھے ہے حکم اذان لا الٰہ الا اللہ

اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول کریم ﷺ سے بڑھ کر کائنات میں انسانیت کا کوئی خیر خواہ نہیں ہوسکتا اور دنیائے انسانیت میں وہی انسانوں کا خیر خواہ ہوسکتا ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے قوانین کو من وعن تسلیم کرتا ہے۔ رب کائنات کے قوانین کو بدلنے والا نہ تو اپنا خیر خواہ ہے اور نہ کسی انسان (مرد وزن) کا خیر خواہ ہے۔ قرآن مجید دنیا کی سب سے بڑی آفاقی اور وہ بے مثال کتاب ہے جس میں کوئی بات مرد وزن کے تحفظ اور حقوق کے خلاف نہیں ہے۔ دنیا کی اسمبلیاں اور ادارے اپنے مفادات کے مطابق قوانین بناتے ہیں۔ مغربی جمہوریت کے پجاری علامہ اقبال کی زبان میں سنیں:

جمہوریت اک طرز حکومت ہے جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

اس میں باطل پرست اکثریت حاصل کرلیں تو باطل پرست کامیاب ہوکر شر انگیز پروگراموں کو نافذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اگر حق پرست اکثریت حاصل کرلیں تو حق پرست کامیاب اور وہ سچائی کے غلبہ کے لئے کام کرتے ہیں۔

پاکستان دنیا کی وہ واحد مملکت ہے جو **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کی بنیاد پر معرض وجود میں آکر مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان کہلائی۔ لیکن گمراہی اور بے راہ روی نے ایسا غلبہ حاصل کیا کہ اسمبلیوں میں ایسے کلمہ پڑھنے والے لوگوں کی اکثریت ہو گئی۔ جن کے نزدیک حلال وحرام کی تمیز اور سچ اور جھوٹ میں کوئی فرق نہیں۔ عوام الناس کے ووٹ سے اللہ تبارک وتعالیٰ اور اسلام کے نام پر اسمبلیوں میں براجماں ہونے کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ اور اسلام کو بھول گئے۔ یہ آزاد اور روشن خیال عقل کے دشمن، موجودہ فرعون بش اور یہود وہنود کو راضی کرنے کے لئے تمام حدود وقیود کو توڑ کر **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کے مقصد سے بالکل فارغ ہو چکے ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ موجودہ اسمبلی اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اسلامی نظریہ کی اسمبلی نہیں رہی بلکہ امریکہ نواز ''روشن خیال'' اسمبلی بن چکی ہے۔ جس کی زندہ مثال نام نہاد ''تحفظ حقوق نسواں بل'' ہے۔ جس کی اکثر شقیں قرآن وسنت اور مقاصد شریعت کے منافی ہیں۔

۱۹۷۳ء کے آئین میں درج ہے کہ پاکستان میں کوئی قانون قرآن وسنت کے منافی نہیں بنایا جائے گا۔ اسی طرح یہ بات قرارداد مقاصد میں بھی ہے، جسے آئین کا مؤثر حصّہ قرار دیا جا چکا ہے۔ اِس کے باوجود ''روشن خیال'' گریجوایٹ ممبران کی طرف سے کتاب وسنت کی صریحاً خلاف شقوں پر مشتمل بل کی منظوری، چوری، سینہ زوری اور قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے بغاوت کے مترادف ہے۔ جو لوگ دھاندلی اور دھونس کے بل بوتے پر اسمبلیوں میں آتے ہوں انہیں خوفِ خدا اور قرآن وسنّت سے کیا غرض۔

امریکی فرعون جارج واکر بش اور برطانوی نمرود ٹونی بلیئر نے برملا اِس قانون کی تحسین کی ہے، اِسے روشن خیالی، آزاد روی اور جدت پسندی کا مظہر قرار دیا ہے جس قانون کی تعریف فرعونی اور نمرودی قوتیں کریں، جو اُمت مسلمہ پر ہر سو آگ برسا رہے ہیں کیا وہ قانون قرآن مجید اور سنت مبارکہ کے مطابق ہوسکتا ہے؟ جو لوگ مجاہدین اسلام کو دہشت گرد قرار دیں۔ اسرائیل ایٹمی طاقت بنے تو کوئی پابندی نہیں اور اگر ایران ایٹمی طاقت بننے کے لئے کوشش کرے تو تمام یہود ونصاریٰ اور بے دین قوتیں اُس پر پابندیاں لگا دیں۔ شمالی کوریا جس نے ایٹمی دھماکہ بھی کر دیا ہے کے معاملہ میں بحث وتمحیص اور غور وفکر کا چکر چلا دیں۔

پاکستانی بادشاہ اور شہزادے اور چڑھتے سورج کی پوجا کرنے والے لادین ممبران اسمبلی' جو اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے فرامین کو پس پشت ڈال کر' یہودی فرعونوں، نصرانی نمرودوں اور ہنودی ابولہبوں کی رضا و خوشنودی کے لئے اپنی زندگیاں صرف کر دیں اور قدم قدم پر یہود و ہنود کی پیروی کریں اُن سے خیر کی کبھی توقع نہیں کی جا سکتی۔ ان کا انجام بھی ویسا ہی ہوگا جیسا فرعونوں اور نمرودوں کا ہوتا آیا ہے۔ سابقہ حکمرانوں نے مسجدوں کو گرانے کا ٹھیکہ لے رکھا تھا جبکہ موجودہ حکمرانوں نے قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے بغاوت کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ ہم تو ہدایت کی دُعا ہی کر سکتے ہیں۔

''تحفظ حقوق نسواں بل'' میں قرآن مجید اور حدیث مبارکہ کے فیصلوں کے منافی ہر چیز کو اسلامی قوانین کہنے والوں سے پوچھیں اگر یہ بل اسلامی ہے اور قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کے خلاف نہیں تو پھر بش اور ٹونی اس کی حمایت کیوں کر رہے ہیں؟ اگر یہ ''تحفظ حقوق نسواں بل'' اسلامی ہے تو بش اور ٹونی جو اس کی حمایت کر رہے ہیں پھر وہ کشمیر، فلسطین، افغانستان اور عراق وغیرہ پر کیوں قابض ہیں۔

دراصل بات یہ ہے اُن کو معلوم ہو گیا موجودہ ''تحفظ حقوق نسواں بل'' سے بڑے بڑے ظالموں' زانیوں اور شرابیوں اور رشوت خور محکمہ پولیس کو من مانی کرنے کی اجازت مل گئی ہے جس سے پاکستانی معاشرہ تباہ ہو جائے گا۔ فحاشی اور بے غیرتی بڑھ جائے گی اور اُن کے مقاصد کی تکمیل میں آسانی ہوگی اس لئے وہ خوش ہیں۔ مسلمان حکمران کب سمجھیں گے؟ یہ لوگ مسلمان حکمرانوں کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو آپس میں لڑا دیتے ہیں اور جو مسلمان ان کی پشت پناہی سے کرسی پر قابض ہو جاتا ہے وہ ان کے گیت گاتا ہے۔ دنیائے کفر کبھی بھی مسلمانوں کی خیر خواہ نہیں ہو سکتی۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے **الکفر ملة واحده** کفار ایک ملت ہیں۔ یک جان ہیں۔ دنیائے کفر اپنے مفادات کے لئے سب کچھ کر رہی ہے۔ مسلمان حکومتوں کو سوچنا چاہئے آخر جب تک زندگی ہے دنیا میں رہنا ہے تو کوئی لائحہ عمل تو ہونا چاہئے۔ وقار اور غیرت بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر یوسفی

از قلم: پیر طریقت امین علم لدنی حضرت قبلہ
حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ط وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ o وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ لا لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ق إِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ ق وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ o كَمَآ أَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ o ط فَاذْكُرُوْنِيْٓ أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ o (البقرۃ:۱۴۹۔۱۵۲)

''اور جہاں سے آؤ، اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو اور وہ ضرور تمہارے رب کی طرف سے حق ہے۔ اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) تمہارے کاموں سے غافل نہیں ہے۔ اور اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ) جہاں سے آئیں اپنا رُخ (زیبا) مسجد حرام کی طرف کریں اور اے مسلمانو! تم جہاں کہیں ہو، اپنا منہ اسی کی طرف کرو کہ لوگوں کو تم پر کوئی حجت نہ رہے مگر جو اُن میں ناانصافی کریں تو اُن سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور یہ اس لئے ہے کہ میں تم پر اپنی نعمت پوری کروں اور کسی طرح تم ہدایت پاؤ جیسا کہ ہم تم میں ایک (پیارے رسول (حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) بھیجے ہیں کہ تم پر ہماری آیات (مبارکہ) تلاوت فرماتے ہیں اور تمہیں پاک کرتے ہیں اور کتاب اور پختہ علم سکھاتے ہیں اور تمہیں وہ تعلیم فرماتے ہیں جس کا تمہیں علم نہ تھا۔ تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔''

یہ حکم تیسری مرتبہ ہو رہا ہے پہلی بار آیت نمبر ۱۴۴ میں فرمایا ''اے مسلمانوں تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اُسی کی طرف کرو'' دوسری بار آیت نمبر ۱۴۹ اور تیسری بار آیت نمبر ۱۵۰ میں حکم یہ ہو رہا ہے کہ روئے زمین کے مسلمانوں کو نماز کے وقت مسجد حرام یعنی خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنا چاہئے۔ امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں:

الاول لمن هو بمكة والثانی لمن هو فی بقية الامصار والثالث عن خرج فی الاسفار [1]

پہلا حکم تو اُن کے لئے ہے جو کعبۃ اللہ کو دیکھ رہے ہیں۔ دوسرا حکم اُن کے لئے جو مکہ مکرمہ میں ہوں لیکن کعبۃ اللہ اُن کے سامنے نہ ہو۔ اور تیسری مرتبہ انہیں حکم فرمایا جو مکہ مکرمہ کے باہر ہوں روئے زمین میں کسی بھی جگہ۔

وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ط وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ o ''اور وہی حق ہے آپ ﷺ کے پروردگار کی طرف سے اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) ان کاموں سے بے خبر نہیں ہے۔ جو تم کرتے ہو۔''

[1] ابن کثیر جلد ۱ ص ۱۷۱۔

تحویل قبلہ

تحویل قبلہ سے تین امر مقصود تھے:

(۱) تعظیم الرسول ﷺ **بابتغاءِ مرضاته** اول تو رسول کریم ﷺ کے اظہار شرف وعظمت کے لئے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کی رضا کے موافق قبلہ کی تبدیلی منظور فرمائی۔

(۲) **وجری العادة الا لهية على ان يولى كل امة امم اولى العزم من الرسل الى قبلة يستقبلها** [۲] دوسرے اللہ تبارک وتعالیٰ کی شروع سے عادت جاریہ ہے کہ اولوالعزم رسولوں (علیہم اسلام) کے لئے جداگانہ قبلہ مقرر فرماتا ہے۔ اس لئے رسول کریم ﷺ کے لئے بھی الگ قبلہ قائم فرمایا:۔

(۳) **ودفع حجج المخالفين** تیسرے مخالفین کے الزام اور حجت کو دفع فرمانا منظور تھا۔ **لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ** ''تاکہ لوگوں کو آپ ﷺ پر کوئی حجت نہ رہے یعنی **لليهود فانهم يعلمون من التوراته ان الكعبة قبلة ابراهيم وان محمداً** ﷺ **سيحول اليها فلولا التحويل لاحتجوا بها** [۳] ''اے مومنو! تحویل قبلہ کی یہ وجہ ہے کہ یہود کو تم پر کسی طرح کا الزام نہ رہے کیونکہ تورات میں صاف لکھا ہے کہ کعبۃ اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ ہے اور نبی آخر الزماں ﷺ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا بھی وہی قبلہ کر دیا جائے گا تو اب اگر تحویل قبلہ نہ ہوتی تو یہود حجت پکڑتے اور کہتے کہ دیکھو تورات میں نبی آخر الزماں کی جو علامت لکھی ہے وہ اُن میں موجود نہیں ہے''۔

وللمشركين من اهل مكة فانهم ايضاً كانوا يعلمون ان قبلة ابراهيم كانت الكعبة وكان النبى ﷺ **يدّعى انه على ملة ابراهيم حنيفا فلولا التحويل لقالوا. ان محمداً يدعى ملة ابراهيم ويخالف قبلته** [۴]

''اور نیز یہ وجہ ہے کہ مشرکین مکہ تمہیں طعن نہ کریں۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ بیت اللہ شریف تھا پس اگر تحویل نہ ہوتی تو اعتراض کرتے کہ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ ملت ابراہیمی کے داعی ہیں لیکن اُن کے قبلہ سے روگرداں ہیں۔ اب ہر دو فریق کی زبان بند ہوگئی۔ ''اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ'' ''سوائے اُن کے جو اُن میں ظالم ہیں''

مطلب یہ کہ سب کی زبانیں بند ہو جائیں گی کوئی طعن نہ کرے گا مگر ظالم اور بغض وعناد کے مجسمے اب بھی نہ مانیں گے۔ چنانچہ قریش میں جو بغض وعناد کی گندگی سے بھرے پڑے تھے انہوں نے کہا: **رجع محمد الى الكعبة لانه علم انا اهدى منه سبيل فرجع الى ديننا** [۵] (حضرت) محمد (ﷺ) کو اب علم ہوا کہ ہم لوگ ہدایت پر ہیں پہلے ہم کو گمراہ سمجھتے تھے، اس لئے ہمارے قبلہ کو اختیار کیا'' اور یہودیوں میں جو ظالم سرکش اور بغض وعناد اور کفر کی گندگی میں غرق تھے۔ انہوں نے کہا:- **انه لم ينصرف عن بيت المقدس مع علمه بانه اطق الا حسدا وانه يعمل برأيه** [۶] یہ کہ (حضرت محمد ﷺ) جانتے تھے کہ بیت المقدس قبلہ ہے باوجود اس علم کے وہ اس طرف پھر گئے اس کی وجہ حسد یا اپنی ان کی رائے ہے۔ کفار کے ان بے ہودہ الفاظ کو حجت اس لئے فرمایا کہ وہ یہود ونصاریٰ اور کفار ومشرکین اپنے نزدیک ان حرکات کو ہی حجت سمجھتے تھے اور آیت **حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ** میں بھی اسی وجہ سے حجت کو بمعنی احتجاج کیا ہے۔

فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ:- ''سو اُن سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو'' کیونکہ ہم آپ ﷺ کے حمایتی اور مددگار ہیں آپ ﷺ کو ہی اُن کی ہر حجت میں غلبہ رہے گا اور اُن کا طعن آپ کو مضر نہ ہوگا۔

---

۲ مظہری جلد ا ص ۱۴۸۔ ۱۴۷ ۳۔ مظہری جلد ا ص ۱۴۸ ۴۔ مظہری جلد ا ص ۱۴۸ ۵۔ مظہری جلد ا ص ۱۴۸ ۶۔ مظہری جلد ا ص ۱۴۸۔

وَ لِاُتِمَّ نِعْمَتِیْ عَلَیْکُمْ وَ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ ۝ اور یہ اس لئے ہے کہ میں تم پر اپنی نعمت پوری فرماؤں اور تم ہدایت پاؤ''

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا: تمام النعمۃ دخول الجنۃ و الفوز من النار ۷

''نعمت کا پورا ہونا جنت میں داخل ہونا اور جہنم سے خلاصی پانا ہے'' کہ یہ بہت بڑی نعمت اور کامیابی ہے اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں تمام النعمۃ الموت علی الاسلام ۸ ''نعمت کی تکمیل اسلام پر فوت ہونا ہے'' چنانچہ قبلہ مکرمہ کی طرح شریعت محمدیہ بھی مکمل فرمائی اور دین اسلام ہر طرح مکمل فرما دیا۔

کَمَا اَرْسَلْنَا فِیْکُمْ ''جیسا ہم نے تم میں بھیجا'' اس میں قریش کو خطاب ہے اور لوگ اُن کے تابع ہیں۔ کیونکہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا تھا: اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ہم تمہیں لوگوں کا امام بنائیں گے'' تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ رب ذوالجلال میں عرض کیا تھا: وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۹ ''اور میری اولاد میں سے بھی امام بنانا'' تو یہ اس دُعا کی قبولیت ہے کہ قریش اور لوگوں کے سردار ہوئے دوسرے لوگ اِن کے تابع ہوئے جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ''الناس تبع لقریش ۱۰ ''کہ لوگ قریش کے تابع ہیں'' محمد ابن جریر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔

دُعا ابراھیم دعوتین احد ھما اجعلنا مسلمین لک و من ذرّیتنا امّۃ مّسلمۃ لّک ۱۱

وَالثَّانِیَۃَ اَبْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ ۱۲ ''حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دو دُعائیں کیں ایک یہ کہ ہمیں اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری نسل میں سے بھی ایک جماعت فرمانبرداروں کی بنا'' اور دوسری دُعا یہ تھی'' اُن میں سے ایک رسول (ﷺ) اُن ہی میں بھیج'' سو آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی دُعا قبول فرمائیں گے یعنی تمہیں ہدایت دیں گے اور مسلمان بنا دیں گے اور اپنی نعمت تم پر تمام کریں گے جیسے ہم نے اُن میں رسول (ﷺ) بھیجنے کی اُن کی دُعا قبول فرمائی' رَسُوْلًا مِّنْکُمْ یَتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِنَا وَیُزَکِّیْکُمْ وَیُعَلِّمُکُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَۃَ وَیُعَلِّمُکُمْ مَّالَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ ۱۳۰ ایک (محبوب) رسول (ﷺ) تم میں وہ میری آیات (مبارکہ) تم پر تلاوت فرماتے ہیں اور تمہیں پاک فرماتے ہیں اور کتاب اور پختہ علم (حکمت و دانائی) سکھاتے ہیں اور تمہیں وہ تعلیم فرماتے ہیں جس کا تمہیں علم نہ تھا''۔

رَسُوْلًا مِّنْکُمْ سے حضرت محمد مصطفےٰ نبی آخر الزماں ﷺ مراد ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ ۔۔۔ البتہ تحقیق اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا کہ ایسے اولوالعزم اور عظمت وشان والے پیارے رسول کریم ﷺ اُن میں مبعوث فرمائے۔ مگر اس نعمت کبریٰ کی قدر نہ کرنے والوں کو قرآن مجید میں اس طرح بیان کیا گیا ہے اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ کُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَھُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۱۴ ''تو کیا آپ ﷺ نے انہیں نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی نعمت کے بدلے کفر لیا اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈالا'' قال ابن عباس یعنی نعمۃ اللہ محمداً ﷺ ''یہاں نعمت اللہ سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں'' اسی لئے اِس آیت میں اپنی نعمت کا ذکر فرما کر لوگوں کو اپنی یاد اور اپنے شکر کا حکم فرمایا کہ جس طرح میں نے تم پر احسان کیا تم بھی میرے ذکر اور میرے شکر سے غفلت نہ کرو۔ جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی روشن اور نورانی کتاب (قرآن مجید) کی آیات مبارکہ ہمارے سامنے تلاوت فرماتے ہیں اور رذیل عادات اور نفس کی شرارتوں اور جاہلیت کے کاموں سے ہمیں روکتے ہیں اور ظلمتِ کفر سے نکال کر نورِ ایمان کی طرف رہبری

---

۷ مظہری جلد ۱ ص ۱۴۸۔ ۸ مظہری جلد ۱ ص ۱۴۸۔ ۹ البقرہ: ۱۲۴ ابن جریر جلد ۲ ص ۳۹۔ ۱۰ مظہری جلد ۱ ص ۱۴۸۔ ۱۱ البقرہ: ۱۲۸' ابن جریر جلد ۲ ص ۳۹۔ ۱۲ البقرہ: ۱۲۹' ابن جریر جلد ۲ ص ۳۹۔ ۱۳ البقرہ: ۱۵۱' بحر المحیط جلد ۱ ص ۶۱۷۔ ۱۴ ابراہیم: ۲۸۔

کرتے ہیں۔ کتاب وحکمت ہمیں سکھاتے ہیں اور وہ راز ہم پر کھولتے ہیں جو آج تک ہم پر نہیں کھلے تھے۔ وہ لوگ جن پر صدیوں سے جہالت نے غلبہ کر رکھا تھا اور تاریکی نے گھیر رکھا تھا اور جو بھلائی کو قریب بھی نہیں گزرنے دیتے تھے۔ وہ دنیا کی زبردست علامہ ہستیوں کے استاد بن گئے وہ علم میں گہرے، تکلف میں تھوڑے، دلوں کے پاک اور زبان کے سچے بن گئے۔ دنیا کا یہ انقلاب بذات خود رسول کریم ﷺ کی رسالت کا عادل شاہد ہے۔

محولہ بالا آیت میں ''تعلیم'' کو دو دفعہ ذکر فرمایا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے تعلیم دو قسم کی ہے ایک تعلیم، تعلیمِ قرآن مجید ہے **من جنس آخر ولعل المراد به العلم اللدنی الماخوذ من بطون القرآن ومن مشکوة صدر النبی** ﷺ [۱۵] اور دوسری تعلیم سے مراد علم لدنی ہے جو ظاہر قرآن مجید سے ماخوذ نہیں بلکہ باطن قرآن اور نبی کریم ﷺ کے سینہ بے کینہ سے سیکھا گیا''۔

رسول کریم ﷺ کے نورِ علم کی عظمت:

حضرت حنظلہ بن ربیع اسدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ملے اور پوچھا اے حنظلہ رضی اللہ عنہ کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا، کیا پوچھتے ہو، حنظلہ تو منافق ہوگیا۔ فرمایا، سبحان اللہ! یہ کیا بات ہے؟ فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا، جس وقت ہم بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوتے ہیں اور نبی کریم ﷺ ہمیں جنت اور دوزخ کا وعظ فرماتے ہیں تو اس وقت کی حالت یہ ہوتی ہے کہ گویا ہم اپنی آنکھوں سے جنت اور دوزخ کو دیکھتے ہیں اور جب وہاں سے چلے آتے ہیں تو بیوی بچوں اور جائیداد کے قصوں میں کیسے مشغول ہوجاتے ہیں کہ کچھ یاد نہیں رہتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، بھائی ہماری بھی یہی حالت ہے (چلو نبی کریم ﷺ سے اِس بارے میں عرض کرتے ہیں۔ واللہ! جب رسول کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا **نافق حنظله یا رسول الله** نے فرمایا **وما ذاک** ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) حنظلہ منافق ہوگیا۔ یہ کیا بات ہے؟'' حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) جب تک ہم آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں رہتے ہیں اور آپ ہمیں جنت ودوزخ کے حالات سناتے ہیں، حتی کہ یہ معلوم ہوتا ہے یہ ساری چیزیں ہمارے سامنے ہیں اور جب ہم یہاں سے جاتے ہیں اور بیوی بچوں اور دنیا کے کاموں میں مشغول ہوجاتے ہیں تو کچھ یاد نہیں رہتا تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: **والذی نفسی بیده لو تدومون علی ماتکونون عندی وفی الذکر لصافحتکم الملائکة علی فرشکم وفی طرقکم یا حنظله ساعة وساعة ثلث مرات** [۱۶] ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تمہاری ہمیشہ وہی حالت رہے جو میرے پاس رہتی ہے تو تم سے ملائکہ تمہارے بچھونوں پر اور راستوں میں آکر مصافحہ کرنے لگیں لیکن اے حنظلہ یہ حالت کبھی کبھی ہوا کرتی ہے''

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ ''تم مجھے یاد کرو یا یاد رکھو میں تمہارا چرچا کروں گا'' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: **انا عند ظن عبدی بی وانا معه اذا ذکرنی کان ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی وان ذکرنی فی ملاءٍ ذکرته فی ملاءٍ خیر منه وان تقرب الی شبراً تقربت الیه ذراعاً وان تقرب الی ذراعاً تقربت الیه باعاً وان اتانی یمشی اتیته هرولةً** [۱۷] ''میرا بندہ جیسا میرے ساتھ اعتقاد رکھتا ہے میں اُس سے اُسی طرح پیش آتا ہوں اور جب مجھے یاد کرتا ہے میں اُس کے ساتھ ہوتا ہوں اگر مجھے اپنے جی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اُسے اپنے علم میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اُسے اُس کی مجلس سے اچھی مجلس میں یاد کرتا ہو، اور وہ اگر میری

---

[۱۵] مظہری جلد ۱ ص ۱۴۰۔ [۱۶] مظہری جلد ۱ ص ۱۴۹، مسلم جلد ۲ ص ۳۵۵۔ [۱۷] بخاری جلد ۲ ص ۱۱۰۱، مسلم جلد ۲ ص ۳۴۱، مظہری جلد ۱ ص ۱۵۰، مشکوٰۃ ص ۱۹۶، ابن کثیر جلد ۱ ص ۱۷۲، درمنثور جلد ۱ ص ۳۶۱، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۲۰۵، (مختصراً)، مسند احمد جلد ۳ ص ۲۱۰، ۲۷۷، کنز العمال حدیث نمبر ۵۸۴۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۵۔

طرف بالشت بھر آتا ہے تو میں ایک ہاتھ اُس کے قریب ہو جاتا ہوں۔ اور اگر ایک ہاتھ میری طرف بڑھتا ہے تو میں ایک گز اس کی طرف چلتا ہوں اور اگر وہ چل کر میری طرف آتا ہے تو میں اُس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں''

حضرت عبداللہ بن شفیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا: **مامن آدمی الا القلبه بیتان فی احدهما الملک وفی الاخر الشیطان فاذاذکر الله خنس واذالم یذکر الله وضع الشیطان منقاره فی قلبه فوسوس له** ۱۸ ''ہر آدمی کے دل میں دو کوٹھڑیاں ہیں ان میں سے ایک میں فرشتہ رہتا ہے اور دوسری میں شیطان رہتا ہے جب انسان اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان ہٹ جاتا ہے اور جب اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو جاتا ہے تو شیطان اُس کے دل میں اپنی چونچ رکھتا ہے اور اُسے بہکاتا ہے''۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں **فَاذْکُرُوْنِی** سے مراد **اذکرونی اطاعتی اذکرکم بمغفرتی** ۱۹ ''تم مجھے اطاعت سے یاد کرو میں تمہیں بخشش ومغفرت سے یاد کروں گا''

وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ o ''تم میرا احسان مانو اور ناشکری نہ کرو''۔ **من ارسال الرسول والهدایة والجذب والتوفیق السلوک وغیر ذلک** ۲۰ رسول کریم ﷺ کے بھیجنے کا اور ہدایت دینے کا اور جذب کا اور توفیق سلوک وغیرہ کا شکریہ ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔ **بحجد النعم وتکذیب الرسل اوعصیان الامر او اضاعة الوقت والاعراض عن الذکر** ۲۱ یعنی کفران نعمت نہ کرو مثلاً نعمتوں کا انکار، انبیاء کرام علیہم السلام کی تکذیب اور نیک کاموں کا حکم دینے والے کی مخالفت اور وقت کو ضائع کرنا اور ذکر سے اعراض''۔

قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے **وَاِذْتَاَذَّنَ رَبُّکُمْ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ** ۲۲ ''تیرے رب کی طرف سے عام آگہی ہے اگر تم میرا شکریہ ادا کرو گے تو میں بہت برکت دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو یاد رکھو میرا عذاب بڑا سخت ہے''۔ ایک مرتبہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نہایت قیمتی حُلہ پہنے ہوئے آ گئے ایسا حُلہ اُن پر پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اور نہ ہی بعد میں دیکھا تو پوچھا یہ کیا ہے؟ تو فرمایا' رسول کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے **من انعم الله علیه نعمة فان الله یحب ان یری اثر نعمته علی خلقه** ۲۳ ''اللہ تبارک وتعالیٰ جب کسی پر انعام فرماتا ہے تو اُس پر اپنی اُس نعمت کا اثر دیکھنا چاہتا ہے یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو بہت پسند آتا ہے''

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کیا فرماتے ہیں؟

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز اللہ تبارک وتعالیٰ کو قرآن پاک کی تلاوت زیادہ عزیز ہے۔ اس لئے کہ اسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنا ذکر فرمایا: **اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ** کیونکہ ایک تو قرآن مجید کی فضیلت خود زیادہ ہے اور دوسرے قرآن مجید اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفت حقیقہ بلا واسطہ ہے گویا یہ ایک رسی ہے کہ اس کا ایک کنارہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس ہے ایک ہماری طرف ہے پس جو اس میں فنا ہو گیا اس سے زیادہ اُسے کوئی نعمت نہیں ملی نیز حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کثرت نوافل کو اختیار فرمایا ہے کیونکہ نماز مومن کی معراج ہے۔ لیکن یہ تلاوت قرآن مجید اور مشغولی نوافل بعد فناء نفس کے اختیار کرنے کو فرماتے ہیں۔ فناءِ نفس سے مراد ظاہر وباطن کی طہارت ہے کہ قرآن مجید میں **لَا یَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ** o ''یعنی نہیں مس کرتے قرآن مجید تو مگر پاک لوگ''

---

۱۸ مظہری جلد ۱ ص ۱۵۱۔ ۱۹ ابن کثیر جلد ۱ ص ۱۷۲' در منثور جلد ۱ ص ۳۶۰' ابن جریر جلد ۲ ص ۴۰' فتح القدیر جلد ۱ ص ۲۰۱۔ ۲۰ مظہری جلد ۱ ص ۱۵۱۔ ۲۱ مظہری جلد ۱ ص ۱۵۱۔ ۲۲ ابراہیم: ۷۔

عدت اور سوگ

از قلم: منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

لغت میں ''عدت'' عین کے نیچے زیر (کسرہ) سے پڑھیں تو معنی ہوں گے ''شمار اور گنتی''۔ اور اگر عدت کی ع پر پیش پڑھیں گے تو معنی ہوں گے ''تیاری''۔ شریعت میں اُس انتظار کو ''عدت'' کہتے ہیں جو نکاح کے زائل ہونے کے بعد کیا جائے۔ اِس عدت کے زمانے میں عورت کے لئے دوسرا نکاح ممنوع ہے۔ عدت عورت پر واجب ہے نہ کہ مرد پر۔ ہاں مرد کو بھی انتظار کرنا پڑتا ہے۔ جب مطلقہ عورت کی بہن، بھانجی اور خالہ سے نکاح کا ارادہ ہو تو اُس وقت تک نکاح نہیں کر سکتا جب تک مطلقہ عورت عدت میں ہے۔[1]

عدت کے متعلق قرآن مجید سے احکامات:

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْٓءٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (البقرہ:۲۲۸)

''اور طلاق والی (عورتیں) اپنی جانوں کو تین حیض تک روکے رکھیں اور اُن کے لئے حلال نہیں کہ وہ اُسے چھپائیں جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اُن کے پیٹ میں پیدا کیا ہے اگر وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور قیامت کے دِن پر ایمان رکھتی ہیں''۔

عدت میں عورت کو گھر سے نہ نکالنے کا حکم:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاۗءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۭ (الطلاق:۱) ''اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) جب آپ ﷺ عورتوں کو طلاق دیں تو اُن کی عدت کے وقت پر اُنہیں طلاق دیں (یعنی جب حیض سے پاک ہو چکی ہوں) اور عدت کا شمار رکھیں اور اپنے ربّ (اللہ تبارک وتعالیٰ) سے ڈریں۔ عدت میں اُنہیں اُن کے گھروں سے نہ نکالیں اور وہ نہ خود نکلیں مگر یہ کہ کھلی ہوئی بے حیائی کی بات کریں''۔ (اس ارشاد میں خطاب نبی کریم ﷺ سے کیا گیا ہے لیکن دراصل آپ ﷺ کے ذریعے اُمت کو تعلیم دی گئی ہے)۔

جن کے شوہر مر جائیں اُن کی عدت:

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (البقرہ:۲۳۴)

''اور وہ جو تم میں سے مر جائیں اور بیویاں چھوڑیں (یعنی جو عورتیں شوہر کے مرنے سے بیوہ ہو جائیں) وہ اپنے آپ کو چار ماہ، دس دِن روکے رکھیں تو جب اُن کی عدت پوری ہو جائے تو اے والیو! تم پر مواخذہ نہیں اُس کام میں جو عورتیں اپنے معاملہ میں شرع کے موافق کریں اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو تمہارے کاموں کی خبر ہے''۔

وہ عورتیں جن کو حیض نہ آتا ہو اُن کی عدت:

وَالّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ۭ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۭ (طلاق:۴)

''اور تمہاری عورتوں میں جنہیں حیض کی اُمید نہ ہو، اگر تمہیں شک ہو تو اُن کی عدت تین مہینے ہے اور اُن کی جنہیں ابھی حیض نہ آیا اور حمل والیوں کی معیاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں''۔

کِس عورت کی عدت نہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ

[1] مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ ص ۱۴۶۔

ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَ سَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ (الاحزاب:۴۹)

''اے ایمان والو! جب مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر انہیں بے ہاتھ لگائے چھوڑ دو، تمہارے لئے اُن پر کچھ نہیں جسے گنو۔ تو اُنہیں کچھ فائدہ دو اور اچھی طرح سے چھوڑ دو''۔

نوٹ: معلوم ہوا کہ اگر خلوت سے پہلے طلاق دے دی جائے تو عدت نہیں۔ نیز عدت خاوند کے حق کی وجہ سے ہے اگر کوئی کچھ عرصہ شوہر کے ساتھ خلوت گزار چکی ہے بعد ازیں عرصہ سے عورت خاوند کے پاس نہ گئی ہو تب بھی طلاق کے بعد عدت پوری کرنا ہوگی اگرچہ حمل کا احتمال نہ ہو۔

عورت کی عدت کی قسمیں:

عورت کی عدت کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ حاملہ مطلقہ کے لئے حمل جن دینا۔

۲۔ وفات کی عدت چار ماہ دس دن۔

۳۔ غیر حاملہ بالغہ کیلئے تین حیض۔

۴۔ غیر حاملہ نابالغہ او بوڑھی عورت کے لئے جس کا حیض بند ہو چکا ہو تین ماہ۔

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اَيُّمَا امْرَاةٍ طُلِّقَتْ فَحَاضَتْ حَيْضَةً اَوْ حَيْضَتَيْنِ ثُمَّ رُفِعَتْهَا حَيْضَتُهَا فَاِنَّهَا تَنْتَظِرُ تِسْعَةَ اَشْهُرٍ فَاِنْ بَانَ بِهَا حَمْلٌ فَذَالِكَ وَاِلَّا اعْتَدَّتْ بَعْدَ التِّسْعَةِ ثَلَاثَةَ اَشْهُرٍ ثُمَّ حَلَّتْ ۲

''جو عورت طلاق دی جائے پھر ایک یا دو حیض آجائیں پھر اُس کے بعد حیض بند ہو جائیں تو وہ نو مہینے انتظار کرے پھر اگر اس کو حمل ظاہر ہو جائے تو فبہا ورنہ نو مہینے کی بجائے تین ماہ عدت گزارے پھر وہ حلال ہو جائے گی''۔

نوٹ: صورتِ مسئلہ یہ ہوئی کہ طلاق کی عدت تین حیض تھی۔ دو حیض آچکے تھے تیسرا حیض نہیں آیا۔ لہٰذا عدت پوری نہ ہوئی، یہ عورت نو ماہ اور انتظار کرے شاید یہ اُس خاوند کا ہی حمل ہو اور دو بار اِستحاضہ کا خون آگیا ہو یا شاید اُس نے کسی سے زنا کروایا ہو اور اُس کا حمل رہ گیا ہو۔ اگر حمل ظاہر ہو گیا تو مسئلہ ظاہر ہے کہ حمل جننے سے اُس کی عدت پوری ہوگی۔

عدت والی عورت کہاں رہے:

(حضرت) زینب بنتِ کعب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، کہ (حضرت) فریعہ بنتِ مالک بن سنان (رضی اللہ عنہا) جو (حضرت) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں اُنہوں نے اِنہیں خبر دی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں آپ ﷺ سے اپنے گھر لوٹ جانے کے متعلق پوچھتی تھیں جو بنی خدرہ میں تھا کیونکہ اُن کے خاوند اپنے بھاگے ہوئے غلاموں کے پیچھے گئے، غلاموں نے اُنہیں قتل کر دیا۔ فرماتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا:

اَنْ ارْجِعَ اِلٰى اَهْلِىْ فَاِنَّ زَوْجِىْ لَمْ يَتْرُكْنِىْ فِىْ مَنْزِلٍ يَّمْلِكُهٗ وَلَا نَفَقَةٍ فَقَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ فَانْصَرَفْتُ حَتّٰى اِذَا كُنْتُ فِى الْحُجْرَةِ اَوْ فِى الْمَسْجِدِ دَعَانِىْ فَقَالَ اُمْكُثِىْ فِىْ بَيْتِكِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهٗ قَالَتْ فَاعْتَدَدْتُ فِيْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا ۳

''کہ میں اپنے گھر لوٹ جاؤں کیونکہ میرے خاوند نے مجھے ایسے گھر میں نہ چھوڑا جس کا وہ مالک ہو نہ خرچہ میں۔ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہاں! چنانچہ وہ لوٹ گئیں۔ حتیٰ کہ جب میں حجرہ یا مسجد میں پہنچی تو مجھے بلایا اور فرمایا کہ تم اپنے گھر میں

۲ مشکوٰۃ ص ۲۸۹، موطا امام مالک ص ۵۲۷۔ ۳ مشکوٰۃ ص ۲۸۹، موطا امام مالک ص ۵۳۱، ابن ماجہ ص ۱۴۷، شرح السنۃ جلد ۵ ص ۲۱۶، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۴۳۴۔

رہو حتیٰ کہ قرآنی حکم میعاد کو پہنچ جائے۔ فرماتی ہیں! میں نے اُسی گھر میں چار ماہ دس دن عدت گزاری''۔

نفاس والی مطلقہ یا بیوہ کی عدت:

حضرت مسورہ بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

اَنَّ سُبَیْعَةَ الْاَ سْلَمِیَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَیَالٍ فَجَآءَ تِ النَّبِیَّ ﷺ فَسْتَاذَ نَتْهُ اَنْ تَنْکِحَ فَاَذِنَ لَهَا فَنَکَحَتْ ۴

''سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کی وفات کے چند دنوں بعد نفاس والی ہوگئیں (یعنی حاملہ تھیں اپنے خاوند کی وفات کے چند دن بعد بچے کو جنم دیا' نفاس آنے سے یہی مراد ہے) تو وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت (اقدس) میں حاضر ہوئیں اور آپ ﷺ سے اجازت مانگی کہ (کسی شخص سے) نکاح کر لوں۔ نبی کریم ﷺ نے اُنہیں اجازت دے دی تو اُنہوں نے نکاح کر لیا''۔

نوٹ: اِس پر اُمت کا اِجماع ہے کہ حاملہ کی عدت حمل جَن دینا ہے خواہ مطلقہ ہو یا وفات والی۔ اِس مسئلہ کا ماخذ یہ حدیث شریف ہے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اُس کی عدت ''ابعد الا جلین'' ہے یعنی چار ماہ دَس دن اور وضع حمل ہی سے جو بعد میں ہو وہ عدت ہے۔

سوگ:

سوگ کے معنی ہیں کہ عورت عدت کے ایام میں زینت کو ترک کرے۔ ہر قسم کے چاندی، سونے اور ہیرے جواہر کے زیور اور ہر قسم اور ہر رنگ کے ریشم کے کپڑے نہ پہنے اور خوشبو کا بدن اور کپڑوں میں اِستعمال نہ کرے اور تیل اِستعمال نہ کرے اگرچہ اِس میں خوشبو نہ ہو جیسے روغن زیتون اور کنگھا کرنا اور سیاہ سُرمہ لگانا۔ یونہی سفید خوشبو دار سُرمہ لگانا اور مہندی لگانا اور زعفران یا کسم گیرو کا رنگا ہوا سرخ رنگ کا کپڑا پہننا منع ہے اور سب چیزوں کا ترک واجب ہے۔

مطلقہ عورت کا باہر نکلنا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

طُلِّقَتْ خَالَتِیْ ثَلا ثًا فَاَرَادَتْ تَجُدَّ نَخْلَهَا فَزَ جَرَ هَا رَجُلٌ اَنْ تَخْرُجَ فَاَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ بَلٰی فَجُدِّیْ نَخْلَکِ فَاِنَّهٗ عَسٰی اَنْ تَصَدَّقِیْ اَوْ تَفْعَلِیْ مَعْرُوْفًا ۵

''میری خالہ کو تین طلاقیں دی گئیں تو اُنہوں نے اپنے کھجوروں کے پھل توڑنا چاہے تو ایک شخص نے اُنہیں باہر جانے سے منع کیا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں! اپنے کھجوروں کے پھل توڑو ممکن ہے تم خیرات کرو''۔

نوٹ: یعنی تمہارے لئے دن کے وقت گھر سے نکل کر باغ میں جانا وہاں پھل توڑنا جائز ہے کہ اُس پھل سے تم نیک کام کرو گی یعنی زکوٰۃ دینا، صدقہ وخیرات اور ہدیہ دینا وغیرہ۔ خیال رہے طلاق کی عدت مزدوری کے لئے گھر سے باہر نہیں جا سکتی کیونکہ اس کا خرچہ طلاق دینے والے خاوند کے ذمہ ہے۔ اُسے مزدوری کی حاجت نہیں اور عدت وفات میں عورت مزدوری کے لئے باہر جا سکتی ہے۔ کیونکہ اُس کا خرچہ طلاق دینے والا شوہر فوت ہو چکا ہے مگر رات گھر میں گزارے۔ محولہ بالا حدیث شریف میں مزدوری کے واسطے نہ نکلنا تھا بلکہ یہ نکلنا اپنے مال کی حفاظت کے لئے تھا اِس مجبوری میں اب بھی نکلنا درست ہے۔ بشرطیکہ رات گھر میں آ کر گزارے۔

بیوہ عورت کی عدت اور سوگ:

حضرت اُم حبیبہ اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

---

۴ مشکوٰۃ ص ۲۸۸، مسلم جلد ۱ ص ۴۸۶، دارمی جلد ۲ ص ۱۶۶، ابن ماجہ ص ۱۴۷۔ ۵ ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۲۱، ابن ماجہ ص ۱۴۷، مسند احمد جلد ۳ ص ۳۲۱، مشکوٰۃ ص ۲۸۸، مسلم جلد ۱ ص ۴۸۶، ابن ماجہ ۱۴۷، دارمی جلد ۲ ص ۱۶۶۔

لَا یَحِلُّ لِاِمْرَاۃٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثَ لَیَالٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَّ عَشْرًا [۶]

''جو عورت اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اُس کے لئے جائز نہیں کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے سوائے خاوند کے۔ کہا اُس (کے فوت ہونے) پر چار ماہ اور دس دن (سوگ ہے)''۔

بیوہ عورت کون کون سے کام نہ کرے:

حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا تُحِدُّ اِمْرَأَۃٌ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثَ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَّ عَشْرًا وَّلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَّصْبُوْغًا اِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَّلَا تَکْتَحِلُ وَّلَا تَمَسُّ طِیْبًا اِلَّا اِذَا طَھُرَتْ نُبْذَۃً مِّنْ قُسْطٍ اَوْ اَظْفَارٍ وَّ زَادَ اَبُوْ دَاوٗدَ وَلَا تَخْتَضِبُ. [۷]

''کوئی عورت کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرے سوائے خاوند (کے فوت ہونے) پر کہ اُس پر چار ماہ دس دن (سوگ ہے۔ اور یہ سوگ والی عورت یہ کام نہ کرے)''۔

۱۔ رنگے ہوئے کپڑے نہ پہنے سوائے بناوٹی رنگین کپڑے کے۔ (یعنی جو اول سے ہی رنگ دار کپڑا ہے) (۲)۔ سُرمہ نہ لگائے۔ (۳)۔ خوشبو نہ لگائے مگر جبکہ پاک ہو (حیض سے) تو ایک ٹکڑا قسط یا اظفار کا (استعمال کرے)۔ (۴)۔ ابوداؤد نے زیادہ فرمایا ہے کہ ''خضاب نہ لگائے''۔

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ:

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب (حضرت) ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے ''ایلوا'' لگا رکھا تھا تو فرمایا اے اُم سلمہ یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا یہ ''ایلوا'' ہے جس میں خوشبو نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ چہرہ کو رنگین تو کرتا ہے لہٰذا یہ مت لگاؤ اور اگر لگانا ہو تو رات کے وقت لگاؤ اور دن کے وقت لگانا چھوڑ دو، نہ خوشبو دار تیل اور نہ مہندی لگاؤ کہ مہندی خضاب ہے۔ (حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کنگھی کس چیز سے کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا بیری سے کہ اُس سے اپنے سر کو لیپ کرلو''

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے، فرماتی ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَلْمُتَوَفّٰی عَنْھَا زَوْجُھَا لَا تَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ مِنَ الثِّیَابِ وَلَا الْمُمَشَّقَۃَ وَلَا الْحُلِّیَ وَلَا تَخْتَضِبُ وَلَا تَکْتَحِلُ [۸]

''جس کا خاوند فوت ہو جائے وہ نہ تو زعفرانی رنگ کے کپڑے پہننے اور نہ ہی سرخ رنگ کے اور نہ زیور پہنے اور نہ خضاب لگائے اور نہ سُرمہ لگائے۔ (سیاہ سُرمہ لگانا منع ہے اُس سے آنکھ میں زینت ہوتی ہے)''۔

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا ہی فرماتی ہیں، ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، عرض کرنے لگی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلیم) میری اس بچی کا خاوند فوت ہو گیا ہے اور اُس کی آنکھیں دُکھتی ہیں تو کیا اُسے سُرمہ لگائیں؟ فقال رسول اللہ ﷺ لا مرتین او ثلا ثا کل ذالک بقول لا ثم قال انما ھی اربعۃ اشھر و عشرا و قد کانت احد کن فی الجاھلیہ ترمی با لبعرۃ علی راس الحول [۹]

''تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ دو بار یا تین بار، ہر دفعہ یہی

---

[۶] مسلم جلد ۱ ص ۴۸۶، مشکوٰۃ ص ۲۸۸، بخاری جلد ۲ ص ۸۰۳، مسلم جلد ۱ ص ۴۸۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۴۳۷، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۵، شرح السنۃ جلد ۵ ص ۲۲۰، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۵۵، ترمذی حدیث نمبر ۱۱۹۵، مسند احمد جلد ۶ ص ۳۷۔

[۷] شرح السنۃ جلد ۵ ص ۲۲۲، مشکوٰۃ ص ۲۸۹، بخاری جلد ۲ ص ۸۰۳، ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۲۱، مسلم جلد ۱ ص ۴۸۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۱۸۳، داری جلد ۲ ص ۱۶۷۔

[۸] مشکوٰۃ ص ۲۸۹، ابوداؤد، مشکل الآثار جلد ۲ ص ۴۹، شرح السنۃ جلد ۵ ص ۲۲۲۔

[۹] ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۲۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۴۳۷۔ ۴۲۸، مسلم جلد ۱ ص ۴۸۷، بخاری جلد ۲ ص ۸۰۴۔

فرماتے تھے، نہیں۔ پھر فرمایا! اب تو چار ماہ اور دس دن ہی ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں تو تم میں سے ہر ایک پورے سال پر مینگنی پھینکتی تھی''۔

نوٹ: اِس سے پہلے عرب معاشرہ میں بیوہ عورت خاوند کے اِنتقال کے بعد ایک سال تک بُرے مکان میں بُرے لباس میں رہتی اور تمام گھر والوں سے علیحدگی اختیار کرتی تھی۔ سال کے بعد اُس کے قرابت دار جمع ہوتے، اُسے اونٹ یا بکری کی مینگنی دیتے تھے جسے وہ اپنے ہاتھ سے پھینکتی تھی۔ یہ مینگنی کا پھینکنا عدت کا پورا ہونا ہوتا تھا۔ اِس ارشاد عالی میں اِس جانب اشارہ ہے یعنی اب تم چار ماہ اور دس دن صبر نہیں کر سکتیں جبکہ زمانہ جاہلیت میں ایک سال تک عدت گزارتیں اور عدت کے زمانہ میں سخت پابندیاں برداشت کرتی تھیں۔

مسئلہ: اگر عدتِ طلاق کے دوران عورت کو حرام کا حمل رہ جائے تو عدت حمل جننے سے پوری ہو جاتی ہے۔

مسئلہ: جس کپڑے کا رنگ پرانا ہو گیا کہ اب اُس کا پہننا زینت نہیں، اُسے پہن سکتی ہے۔ یوں ہی سیاہ رنگ کے کپڑے میں حرج نہیں بشرطیکہ ریشم کے نہ ہوں۔

مسئلہ: عذر کی وجہ سے ممانعت والی چیزوں میں سے استعمال کر سکتی ہے۔ مثلاً درد سر کی وجہ سے تیل لگا سکتی ہے یا تیل لگانے کی عادی ہے، جانتی ہے کہ نہ لگانے سے دردِ سر ہو جائے گا تو لگانا جائز ہے یا درد سر کے وقت کنگھا کر سکتی ہے مگر اُس طرف سے جدھر کے دندانے موٹے ہیں۔ باریک دندانوں کی طرف سے نہیں کہ یہ بال سنوارنے کے لئے ہوتے ہیں اور یہ ممنوع ہے۔ ایسے ہی دیگر چیزیں۔

مسئلہ: سوگ اِس پر ہے جو عاقلہ، بالغہ۔ مسلمان ہو اور موت یا طلاق بائن کی عدت ہو۔

مسئلہ: کسی کے مرنے غم میں سیاہ کپڑے پہننا جائز نہیں مگر عورت کو تین دن تک شوہر کے مرنے پر غم کی وجہ سے سیاہ کپڑے پہننا جائز ہے۔

مسئلہ: جو عورت عدت میں ہو اُس کو صراحتہً نکاح کا پیغام دینا حرام ہے۔ البتہ موت کی عدت میں اشارتاً کہہ سکتے ہیں مگر طلاق رجعی یا بائن یا فسخ نکاح کی عدت میں اشارتاً بھی نہیں کہہ سکتے۔ اشارتاً کہنے کی صورت یہ ہے کہ آدمی کہے میں نکاح کرنا چاہتا ہوں یا جس میں یہ وصف ہو اور وہ وصف بیان کرے جو اُس عورت میں ہو۔

مسئلہ: اگر حاملہ مطلقہ عورت کا بچہ ساقط ہو جائے جبکہ اُس کے اعضاء نہ بنے ہوں اُس کی عدت پوری نہ ہو گی کیونکہ یہ حمل جننا نہیں بلکہ حمل گرنا ہے۔ نیز ایسے اسقاط کے بعد جو خون آتا ہے وہ نفاس نہیں کہلاتا۔ ہاں جس بچے کے اعضاء پورے بن چکے ہیں اگرچہ جان نہ پڑی ہو تو اُس سے عدت پوری ہو جائے گی کیونکہ یہ وضع حمل ہے۔

مسئلہ: زانیہ کے لئے عدت نہیں اگرچہ حاملہ ہو اور یہ نکاح کر سکتی ہے۔ اگر یہ عورت اُس شخص کے سوا، جس کے زنا سے حاملہ ہے، کسی دوسرے سے نکاح کرے تو تب بھی نکاح ہو جاتا ہے مگر جب تک بچہ پیدا نہ ہو وطی جائز نہیں۔

مسئلہ: نکاح فاسد میں دخول سے پہلے تفریق ہوئی تو عدت نہیں اور دخول کے بعد ہوئی تو عدت ہے۔

مسئلہ: حیض کی حالت میں طلاق دی تو یہ حیض عدت میں شمار نہ کیا جائے بلکہ اِس کے بعد پورے تین حیض عدت ختم ہونے پر عدت پوری ہو گی۔

مسئلہ: طلاق کی عدت وقتِ طلاق سے ہے اگرچہ عورت کو اُس کی اطلاع نہ ہو کہ شوہر نے اُسے طلاق دی ہے اور تین حیض آنے کے بعد معلوم ہوا تو عدت ختم ہو چکی۔

مسئلہ: عورت کو کسی معتبر نے خبر دی کہ اُس کے شوہر نے تین طلاقیں دے دیں یا شوہر کا خط آیا اور اُس میں اُسے طلاق لکھی ہے۔ اگر عورت کا غالب گمان ہے کہ وہ سچ کہتا ہے یا یہ خط اُسی کا ہے تو عدت گزار کر نکاح کر سکتی ہے۔

مسئلہ: موت کی عدت چار ماہ دس دن ہے یعنی دسویں رات

بھی گزار لے، دخول ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔

مسئلہ: عورت حاملہ ہے تو عدت وضع حمل ہے۔

مسئلہ: وضع حمل سے عدت پوری ہونے کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں موت یا طلاق کے بعد جس وقت بچہ پیدا ہو عدت ختم ہو جائے گی۔

مسئلہ: عورت کو طلاق رجعی دی اور شوہر عدت میں مر گیا یعنی عورت کو تین حیض پورے ہونے سے پہلے مر گیا تو عورت موت کی عدت ۴ ماہ ۱۰ دن پوری کرے۔

مسئلہ: بچہ پیدا ہونے کے بعد عورت کو طلاق دی تو جب تک اُسے تین حیض نہ آئیں دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی۔

مسئلہ: اگر کرائے کے مکان میں رہتی تھی جب بھی مکان بدلنے کی اجازت نہیں۔ مطلقہ عورت کے شوہر کے ذمہ زمانہ عدت کا کرایہ ہے اور اگر شوہر غائب ہے اور خود کرایہ دے سکتی ہے تو اُسی مکان میں رہے۔ کوئی سودا لانے والا نہ ہو تو سودا بھی لا سکتی ہے۔

مسئلہ: جس مکان میں عدت گزارنا واجب ہے اُس کو چھوڑ نہیں سکتی مگر اُس وقت شوہر نے طلاق دی یا مر گیا تو فوراً بلا توقف وہاں سے واپس آئے۔

مسئلہ: زن و شوہر اگر بوڑھیا بوڑھے ہیں اور اُن میں طلاق ہو گئی اور اُن کی اولادیں ہوں جن کو مفارقت گوارا نہ ہو تو دونوں ایک مکان میں رہ سکتے ہیں جب کہ میاں، بیوی کی طرح نہ رہتے ہوں۔

مسئلہ: رجعی طلاق کی عدت کے وہی احکام ہیں جو بائن کے ہیں مگر اُس کے لئے سوگ نہیں۔ اگر سفر میں شوہر نے طلاق رجعی دی تو شوہر کے ساتھ ہی رہے۔

مسئلہ: سفر میں شوہر مر گیا یا طلاق بائن دیدی تو واپس اپنے گھر آئے۔

نوٹ: مذکورہ بالا مسائل بہار شریعت حصہ نمبر ۸ باب عدت اور سوگ سے ماخوذ ہیں۔

☆☆☆☆

تبصرۂ کتب

(ادارہ)

۱۔ مسلمان عورت

از قلم: صاحبزادہ زین العابدین راشدی مدظلہ

زیرِ نظر کتاب میں موصوف نے مسلمان خواتین کو صراط مستقیم پر گامزن ہونے کی ترغیب دلائی ہے۔ اس کتاب کو اکسٹھ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مسلم خواتین کے لئے بہترین تحفہ ہے

ہدیہ: بیس روپے ڈاک ٹکٹ۔

ملنے کا پتا: رضا اکیڈمی محبوب روڈ، رضا چوک، مسجد رضا، چاہ میراں لاہور۔

۲۔ مقدس دُعائیں:

تالیف۔ پیر طریقت امین علم لدنی حضرت علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

''مقدس دُعائیں'' کتاب کا یہ پانچواں ایڈیشن ہے۔ جس میں مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) نے تخریج اور اضافہ کا اعزاز حاصل کیا۔ اِس مرتبہ اس کتاب کو صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی اور صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی شائع کیا ہے۔

روزہ مرہ کی دُعاؤں کا خوبصورت مجموعہ ہے۔ اس میں آدابِ دُعا، اوقاتِ مقبولیت اور مقاماتِ قبولیت دُعا کا مستند حوالہ جات کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ پہلی فرصت میں حاصل کر کے خود اور اہل خانہ، بڑے چھوٹے سب افراد کو دُعائیں سکھائیں اور دین و دنیا کی فلاح و کامیابی حاصل کریں۔

ملنے کا پتا: جامع مسجد نگینہ، A-977، بلاک بی III، گجر پورہ سکیم لاہور۔ ہدیہ: ۴۰ روپے

☆☆☆☆

شمائل نبوی ﷺ

(نشری تقریر)

از قلم: منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

رسول کریم ﷺ کی عادات مبارکہ آج بھی دنیا میں ضرب المثل ہیں اور اخلاق محمدی ﷺ کی عالم میں دھوم ہے۔ خود خالقِ کائنات نے قرآن مجید میں رسول کریم ﷺ کے شمائل کا ذکر فرمایا ہے اور احادیث مبارکہ کا خزانہ بھی بھرپور ہے۔ دنیا میں کوئی ایسی ہستی پیدا نہیں ہوئی جس کی عادات و معمولات اور شمائل محفوظ اور باقی ہوں یہ صرف ذات محمد مصطفےٰ کریم ﷺ ہے جسے یہ اعزاز حاصل ہے۔ شمائل کے حوالہ سے کتبِ احادیث مبارکہ سجی ہوئی ہیں۔ شمائل نبوی ﷺ کا ذکر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زبان پر جاری رہتا تھا اور آج بھی جاری و ساری ہے۔

حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک جماعت حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ ہمیں رسول کریم ﷺ کے کچھ حالات سنائیں انہوں نے فرمایا نبی کریم ﷺ کے کیا حالات سناؤں وہ تو احاطہ بیان سے باہر ہیں۔ میں رسول کریم ﷺ کا ہمسایہ تھا اس لئے اکثر حالات سے واقف تھا اور ساتھ ہی میں کاتب وحی بھی تھا۔ جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو نبی کریم ﷺ مجھے بلا لیتے۔ میں بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوتا اور وحی کو لکھ لیتا۔ حضور کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم لوگوں کے ساتھ غایت درجہ دلداری اور بے تکلفی فرماتے تھے جس کا تذکرہ ہم کرتے تھے رسول کریم ﷺ بھی ہمارے ساتھ ویسا ہی تذکرہ فرماتے تھے۔ جب ہم لوگ کچھ دنیاوی ذکر کرتے تو حضور نبی کریم ﷺ بھی اُسی قسم کا تذکرہ فرماتے اور جس وقت ہم آخرت کی طرف متوجہ ہوتے تو حضور نبی کریم ﷺ بھی آخرت کے تذکرے فرماتے یعنی جب آخرت کا کوئی تذکرہ شروع ہو جاتا تو اُسی کے حالات اور تفصیلات بیان فرماتے جب کھانے پینے کا ذکر ہوتا تو رسول کریم ﷺ بھی ویسا ہی تذکرہ فرماتے۔

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:-

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ لَمْ یَکُنْ یَسْرُدُ الْحَدِیْثَ کَسَرْدِکُمْ کَانَ یُحَدِّثُ حَدِیْثًا لَوْ عَدَّہُ الْعَادُّ لَاَحْصَاہُ [1] رسول کریم ﷺ جب لوگوں سے گفتگو فرماتے تو آپ ﷺ کی عادت مبارکہ جلدی جلدی اور لگاتار بات کرنا نہ ہوتی تھی بلکہ صاف صاف ہر مضمون دوسرے سے ممتاز ہوتا تھا، اگر کوئی گننے والا گننا چاہتا تو انہیں گن لیتا'' پاس بیٹھنے والے اچھی طرح ذہن نشین کر لیتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ''رسول کریم ﷺ کلام فرماتے ہوئے بات تین تین مرتبہ دہراتے تاکہ آپ ﷺ کے سننے والے اچھی طرح سمجھ لیں۔ آپ ﷺ کا کلام ایک دوسرے سے ممتاز ہوتا نہ اُس میں فضولیات ہوتی تھیں نہ کمی کہ مطلب پوری طرح واضح نہ ہو۔ آپ ﷺ گفتگو میں نہ سخت مزاج تھے نہ کسی کی تذلیل فرماتے تھے''۔

لوگوں سے گفتگو فرماتے وقت آپ ﷺ کی گفتگو میں گفتگو کا پہلو نمایاں ہوتا تھا۔ آپ ﷺ تمام دنیا سے زیادہ متواضع تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

کَانَ یَعُوْدُ الْمَرِیْضَ وَیَتْبَعُ الْجَنَازَۃَ وَیُجِیْبُ دَعْوَۃَ الْمَمْلُوْکِ وَیَرْکَبُ الْحِمَارَ [2]

''رسول کریم ﷺ مریضوں کی عیادت فرماتے تھے جنازوں میں شرکت فرماتے تھے اور غلاموں کی دعوت قبول فرماتے تھے اور دراز گوش پر سوار ہو جاتے تھے''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مل کر

---

[1] بخاری حدیث نمبر ۳۵۶۷، مسلم حدیث نمبر ۲۴۹۳، مشکوٰۃ ص ۵۱۹، مرآۃ جلد ۸ ص ۴۷، شرح السنۃ جلد ۱۴ ص ۴۵ [2] ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۳۹۸، مشکوٰۃ ص ۵۱۹، مرآۃ جلد ۸ ص ۷۸، شرح السنۃ جلد ۱۴ ص ۳۶، ترمذی حدیث نمبر ۱۰۱۷، مستدرک حاکم جلد ۲ حدیث نمبر ۴۶۶۲ دلائل النبوۃ جلد ۴ ص ۲۰۴۔

اپنے کام سرانجام دیتے تھے۔ایک مرتبہ کسی سفر میں چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک بکری ذبح کرنے کا ارادہ فرمایا اور اُس کا کام تقسیم فرمالیا۔ایک نے اپنے ذمہ بکری کو ذبح کرنا لیا' دوسرے نے کھال اتارنا' کسی نے پکانا۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ پکانے کے لئے لکڑی اکٹھی کرنا میرے ذمے ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ حضور ﷺ یہ کام ہم لوگ خود کرلیں گے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ تو میں بھی سمجھتا ہوں کہ تم لوگ اس کو بخوشی کرلو گے لیکن مجھے یہ بات پسند نہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَآءَ خَدَمُ الْمَدِيْنَةِ بِآنِيَتِهِمْ فِيْهَا الْمَآءُ فَمَا يَاْتُوْنَ بِاِنَآءٍ اِلَّا غَمَسَ يَدَهٗ فِيْهَا فَرُبَّمَا جَاءُوْهُ بِالْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْمِسُ يَدَهٗ فِيْهَا [۴]

''نبی کریم ﷺ جب فجر کی نماز ادا فرمالیتے تھے تو مدینہ منورہ کے بچے اور غلام اپنے اپنے برتن لے آتے تھے جن میں پانی ہوتا۔سرکار کائنات ﷺ بغیر تکلف کے اپنا نورانی دست مبارک برتن میں ڈبو دیتے تھے۔کئی مرتبہ بچے اور غلام ٹھنڈی صبح میں ٹھنڈا پانی لے کر آتے تو آپ ﷺ اُس میں بھی اپنا نورانی ہاتھ مبارک ڈبو دیتے''۔یہ پانی اہل مدینہ منورہ اپنے بیماروں کو شفا کے لئے پلاتے تھے۔

حضرت اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا:

مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُ فِيْ بَيْتِهٖ قَالَتْ كَانَ يَكُوْنُ فِيْ مِهْنَةِ اَهْلِهٖ تَعْنِيْ خِدْمَةَ اَهْلِهٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ [۵]

''نبی کریم ﷺ اپنے آستانہ مبارکہ میں کیا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ آپ ﷺ گھر کے کام کاج میں مشغول رہتے تھے یعنی گھر والوں کا کام کرتے تھے۔(بکری کا دودھ دھو لیتے،کپڑے سی لیتے،نعلین شریف کو پیوند لگا لیتے۔) جب نماز کا وقت آجاتا تو نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں: **مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ اَمْرَيْنِ قَطُّ اِلَّا اَخَذَ اَيْسَرَهُمَا مَالَمْ يَكُنْ اِثْمًا فَاِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ**

''جب بھی رسول کریم ﷺ کے سامنے دو کام ہوتے تو رسول کریم ﷺ اُن میں سے آسان کام اختیار فرماتے جب تک کہ گناہ کا کام نہ ہوتا لیکن اگر گناہ ہوتا تو رسول کریم ﷺ سب لوگوں سے زیادہ اُس کام سے دور ہوتے'' پھر آپ فرماتی ہیں:-**وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهٖ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ اِلَّا اَنْ يُّنْتَحَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا** [۶]

''اور رسول کریم ﷺ نے اپنی ذات اقدس کے لئے کسی چیز میں بدلہ نہ لیا مگر یہ کہ جب تک اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے دین متین کی حرمت توڑی جاتی تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے بدلہ ضرور لیتے''۔

نبی کریم ﷺ نے ہندہ وحشی اور عکرمہ کو معافی دے دی حالانکہ دور جاہلیت میں وہ آپ ﷺ کے دشمن تھے مگر فاطمہ مخزومیہ کا ہاتھ کٹوا دیا کہ اُس نے چوری کی تھی' قانون اسلامی کا جرم کیا تھا۔اِس موقعہ پر کسی کی سفارش قبول نہ فرمائی بلکہ سفارش پر ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی فرماتی ہیں: **لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَلَا سَخَّابًا فِي الْاَسْوَاقِ** ''رسول اللہ ﷺ نہ تو عادۃً بری باتیں کرتے تھے اور نہ تکلفاً اور نہ ہی بازاروں میں شور کرنے والے تھے۔'' **وَلَا يُجْزِيْءُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَعْفُوْا وَيَصْفَحُ** ''آپ ﷺ برائی کا بدلہ برائی سے نہ

---

[۴] مسلم،مشکوۃ ص ۵۱۹،مرآۃ جلد ۸ ص ۷۰۔[۵] بخاری،مشکوۃ ص ۵۱۹،مرآۃ جلد ۸ ص ۷۴۔[۶] بخاری،مشکوۃ ص ۵۱۹،مرآۃ جلد ۸ ص ۷۵۔[۷] ترمذی حدیث نمبر ۲۰۱۶،شرح السنۃ جلد ۷ ص ۳۳،مسند احمد جلد ۶ ص ۲۳۶،مسند ابوداؤد طیالسی حدیث نمبر ۱۵۲۰،مشکوۃ ص ۵۱۹،مرآۃ جلد ۸ ص ۷۷،مرآۃ جلد ۸ ص ۷۵ حاشیہ نمبر ۳۔

دیتے تھے بلکہ معافی عطا فرماتے تھے اور درگزر فرماتے تھے''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم ﷺ جب کسی سے مصافحہ فرماتے تو اپنا ہاتھ مبارک نہ کھینچتے یہاں تک کہ دوسرا شخص اپنا ہاتھ کھینچ لیتا اور آپ ﷺ اپنا رخ زیبا اُس کی طرف سے نہ پھیرتے، یہاں تک وہ اپنا چہرہ، رسول کریم ﷺ کے رُخ زیبا کی طرف سے پھیرتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے یہ کبھی نہ دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے ہم نشین کے سامنے پاؤں پھیلا کر بیٹھے ہوں آپ ﷺ کی عادت کریمہ کا یہ انداز صرف بیرونی لوگوں یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس ہی میں نہیں تھا بلکہ آپ ﷺ اپنی اولاد مبارک، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور غلاموں کی مجلس میں بھی اپنی اِس عادت کریمہ کے مطابق مجلس فرماتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ الذِّكْرَ وَيُقِلُّ اللَّغْوَ وَيُطِيْلُ الصَّلٰوةَ وَيُقَصِّرُ الْخُطْبَةَ يَأْلِفُ اَنْ يَمْشِيَ مَعَ الْاَرْمِلَةِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَيَقْضِيَ لَهُ الْحَاجَةَ [۸]

''رسول کریم ﷺ ذکر زیادہ کرتے تھے اور دنیاوی کلام حسب ضرورت فرماتے تھے۔ نماز دراز کرتے تھے اور خطبہ شریف چھوٹا پڑھتے تھے۔ بیوگان اور مساکین کے ساتھ چلنے سے عار نہیں سمجھتے تھے اُن کی حاجات پوری فرماتے تھے''۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

يَا عَائِشَةُ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِيَ جِبَالُ الذَّهَبِ ''اے عائشہ رضی اللہ عنہا میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: **جَآءَنِيْ مَلَكٌ** میرے پاس ایک فرشتہ آیا جس کی کمر کعبۃ اللہ کے برابر تھی۔ اُس نے عرض کیا آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ کو سلام فرماتا ہے اگر آپ چاہیں تو بندگی والے نبی ﷺ بنیں اور اگر چاہیں تو بادشاہ نبی ﷺ بنیں تو آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کی طرف دیکھا تو انہوں نے عرض کیا آپ ﷺ اپنی ذات میں انکسار فرمائیں اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں بندگی والا نبی ﷺ رہوں گا۔

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اِس کے بعد **لَا يَأْكُلُ مُتَّكِئًا يَقُوْلُ اٰكُلُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ وَاَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ** [۹] ''آپ ﷺ تکیہ لگا کر کھانا تناول نہیں فرماتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے میں ایسے ہی کھانا کھاؤں گا جیسے بندے کھانا کھاتے ہیں اور میں ایسے ہی بیٹھوں گا جیسے بندے بیٹھتے ہیں''۔ سبحان اللہ! کیا شان تواضع ہے۔

خوشبو آپ ﷺ کو بہت پسند تھی۔ کوئی خوشبو کی چیز ھدیۃً بھیجتا تو کبھی رد نہ فرماتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ جس گلی کوچہ سے نکل جاتے وہ گلی کوچہ خوشبو سے معطر ہو جاتا آپ ﷺ اکثر فرمایا کرتے مردوں کی خوشبو ایسی ہونی چاہیئے کہ خوشبو پھیلے اور رنگ نظر نہ آئے۔

رسول کریم ﷺ کے شمائل مبارکہ ہمارے لئے خوبصورت ضابطہ حیات ہے جن پر عمل پیرا ہو کر ہم دنیا و آخرت میں سرخروئی اور کامیابی سے ہمکنار ہوں گے۔ نہ صرف کامیابی و کامرانی ہمارا نصیب ہوگی بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اپنا محبوب بھی بنا لے گا۔ اور جسے رب کائنات نے اپنا محبوب بنا لیا وہ ابدی اور جاودانی خوش نصیب ہو گیا۔ بارگاہ رب ذوالجلال میں دُعا ہے کہ وہ ہمیں غلامی مصطفیٰ کریم ﷺ سے نوازے اور دوسرے لوگوں کے لئے نمونہ اور متقین کا امام بنائے۔

اٰمین واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

---

[۸] نسائی جلد ص، دارمی جلد ص، مشکوٰۃ ص ۵۲۱، مرآۃ جلد ۸ ص ۸۸۔ [۹] شرح السنۃ جلد ۷ ص ۴۰، مشکوٰۃ ص ۵۲۱، مرآۃ جلد ۸ ص ۹۰، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۹۔

شریعت وطریقت تعلیم

بحوالہ کشف المحجوب شریف

(ادارہ)

ہر شخص پر لازم ہے کہ احکامِ الٰہی اور معرفتِ ربانی کے علم کے حصول میں مشغول رہے۔ علم کے دو حصّے ہیں (۱) علمِ اصول (۲) علمِ فروع۔

ظاہر علم اصول میں کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ باطن علم اصول میں تحقیق معرفت یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت میں کوشش کرنا ہے۔ ظاہرِ علم فروع میں لوگوں سے حسنِ معاملہ اور باطن علم فروع میں نیت کا صحیح اور درست رکھنا ہے۔

علم کی مزید دو اقسام

(۱) علمِ حقیقت اور (۲) علمِ شریعت

علم حقیقت کے ارکان:

i۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اُس کی وحدانیت اور اُس کے غیر سے مشابہت کی تنزیہ اور نفی کا علم

ii۔ صفات باری تعالیٰ اور اُس کے احکام کا علم

iii۔ تقدیر الٰہی اور اُس کی حکمت

علم شریعت کے ارکان:

(۱) کتاب یعنی قرآن کریم (۲) اتباع رسول (ﷺ) یعنی سنت (۳) اجماع اُمت۔

سوال: اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی ذات وصفات علم وافعال کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟

جواب: اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ... (محمد:۱۹) ''جان لو یقیناً اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔'' اللہ تبارک وتعالیٰ مزید ارشاد فرماتا ہے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ○ (الشوریٰ:۱۱) کوئی شئے اس کی مثل نہیں وہی (ذاتی اور حقیقی طور پر) دیکھنے اور سننے والا ہے۔''

صفات باری تعالیٰ کے علم کی شرط یہ ہے کہ صاحب ایمان عاقل، بالغ یہ ایمان رکھے کہ اُس کی تمام صفات اسی کے ساتھ ہیں۔ وہ اپنی ہی صفات کے ساتھ دائم ہے۔ علم افعال باری تعالیٰ کے اثبات میں یہ ہے کہ بندہ اعتقاد رکھے کہ تمام مخلوق اور جو کچھ کائنات میں ہے سب کا پیدا کرنے والا اور اُن کی تدبیر فرمانے والا وہی ہے۔ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۫ (الزمر:۶۲) ''اللہ تبارک وتعالیٰ ہر شئے کا خالق ہے۔''

سوال: احکام شریعت کے بارے میں کیا اعتقاد رکھنا چاہیے؟

جواب: احکام شریعت کے اثبات کی دلیل یہ ہے کہ بندہ مومن اعتقاد رکھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے انسانیت کی بھلائی کے لئے معجزات، خوارق عادات کے ساتھ بکثرت انبیاء کرام رسل عظام علیہم السلام مبعوث ہوئے اور ہمارے رسول کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کے برحق رسول ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ کے معجزات برحق ہیں اور آپ ﷺ نے جو بھی غیب وظاہر کی باتیں بیان فرمائیں۔ سب برحق ہیں۔

سوال: شریعت اسلامیہ کے ارکان کی تفصیل کیا ہے؟

جواب: پہلا رکن: قرآن مجید جس کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ ... (آل عمران:۷) ''اس میں محکم آیات ہیں جو کتاب کی اصل ہیں۔''

دوسرا رکن: رسول کریم ﷺ کی سنت ہے اس بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ ... (الحشر:۷) ''رسول کریم ﷺ جو تمہیں عطا فرمائیں اسے لے لو اور جس سے روکیں باز رہو۔''

تیسرا رکن: اجماعِ اُمت ہے اس بارے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے **لَا تَجْمَعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَةِ عَلَیْکُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ** ''میری اُمت گمراہی پر کبھی جمع نہ ہوگی تم جماعت (سوادِ اعظم) کے ساتھ ہو''۔

سوال: کن لوگوں کی صحبت سے بچنا چاہئے؟

جواب: تین قسم کے لوگوں کی صحبت سے بچنا چاہئے۔

(۱) غافل علماء۔ (۲) مداہن فقراء۔ (۳) جاہل صوفیاء۔

سوال: غافل علماء کون ہوتے ہیں؟

جواب: غافل علماء وہ ہیں جنہوں نے دنیا کو اپنے دل کا قبلہ بنا رکھا ہے اور شریعت میں آسانی کے متلاشی رہتے ہیں۔ بادشاہوں کی چاپلوسی کرتے ہیں۔ دنیاداروں، ظالموں کا دامن پکڑتے ہیں اور اُن کے دروازوں کا طواف کرتے ہیں۔ مخلوق میں عزت وجاہ کو اپنی معراج گردانتے ہیں۔ اپنے غرور وتکبر اور اپنی خود پسندی پر فریفتہ ہوتے ہیں اور پیشواؤں کے بارے میں زبان طعن دراز کرتے ہیں بزرگانِ دین کی تحقیر کرتے ہیں اور اُن پر زیادتی کرتے ہیں، کینہ وحسد کو انہوں نے اپنا شعار مذہب قرار دے لیا ہے۔

سوال: مداہن فقراء اور جاہل صوفیاء سے کیا مراد ہے؟

جواب: مداہنیت کرنے والے فقراء وہ لوگ ہیں جو ہر کام اپنی خواہش کے مطابق کرتے ہیں اگرچہ وہ باطل ہی کیوں نہ ہو۔ وہ اس کی تعریف ومدح کرتے رہیں گے اور جب کوئی کام اُن کی خواہش کے خلاف ہوتا ہے، چاہے وہ حق ہی کیوں نہ ہو تو وہ اُس کی مذمت کرتے ہیں۔ مخلوق سے ایسا سلوک کرتے ہیں جس میں جاہ ومرتبہ کی طمع ہوتی ہے اور عمل باطل پر خلق سے مداہنیت کرتے ہیں۔

جاہل صوفیاء وہ ہیں جن کا کوئی شیخ ومرشد نہ ہو اور کسی بزرگ سے انہوں نے تعلیم وادب حاصل نہ کیا ہو۔ مخلوقِ خدا کے درمیان بن بلائے مہمان کی طرح خود بخود کود کر پہنچ جاتے ہیں۔ انہوں نے زمانہ کی ملامت کا مزہ تک نہیں چکھا۔ اندھے پن سے بزرگی کے کپڑے پہن لئے۔ حق وباطل کی راہ میں قوت امتیاز سے بیگانہ ہوتے ہیں۔

ہر مرید کو ان تین قسم کے خطرناک لوگوں سے بچنا چاہئے یہ تینوں قسم کے لوگ گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والے ہیں۔

سوال: طالبِ راہِ حق کے لئے کیا چیز لازم ہے؟

جواب: طالبِ راہِ حق کے لئے لازم ہے کہ علم حاصل کرے اُس میں کمال حاصل کرے لیکن یاد رکھے، بندہ کتنا ہی کامل علم حاصل کرلے، علم الٰہی کے مقابلہ میں وہ بے علم اور جاہل ہے، اِس لئے اُسے چاہئے کہ وہ ہمیشہ یہی سمجھے کہ میں کچھ نہیں جانتا۔ کیونکہ بندہ بندگی کے علم کے سوا کچھ نہیں سیکھ سکتا۔ ہمیشہ علم کی تحصیل کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ کمال علم یہ ہے کہ علم سیکھنے والے کی علمیت اُسے نصیحت کرے کہ اس کا علم اپنے نتیجہ کا رمیں بجز عاجزی کے کچھ نہیں ہے، جس میں عجز کی خوبی پیدا ہوگی درحقیقت علم کی تہ تک اُس کی رسائی ہوسکتی ہے۔

سوال: صوفی کو صوفی کیوں کہتے ہیں؟

جواب: داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ بعض اہل علم کی ایک جماعت کہتی ہے صوفی کو اِس لئے صوفی کہا جاتا ہے کہ وہ صوف (پشمینہ) کے کپڑے پہنتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ اصحابِ صفہ کی نیابت کرتے ہیں بعض نے کہا ہے کہ یہ نام صفا سے ماخوذ ہے۔ صوفی ظاہر وباطن کی صفائی والے منکسر المزاج بندۂ مومن کو کہتے ہیں۔

صوفی میں لطیف وپاکیزہ چیزوں کے نام سے اُس کی صفائی مراد ہے۔ چونکہ صوفیاء کرام اپنے اخلاق ومعاملات کو مہذب وپاکیزہ بنا کر طبعی آفتوں سے نفرت کرتے ہیں اس بناء پر انہیں صوفی کہا جاتا ہے۔ داتا صاحب قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں صوفی ہونا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صفت ہے۔

سوال: صوفی ہونا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صفت کن معنوں میں؟

جواب: باطن کی صفائی کے کچھ اصول وفروع ہیں۔ ایک تو یہ دل

کو غیر کی (بندگی) سے خالی کرے اور فرع یہ ہے کہ مکر و فریب سے بھر پور دنیا سے دل کو خالی کر دے۔ چونکہ یہ دونوں صفتیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں تھیں اس لئے وہ صوفی بلکہ امام الاصفیاء کہلاتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ شان بھی تھی کہ آپ کا قلب مبارک دنیا کی محبت سے خالی تھا۔ اُس کی کیفیت یہ ہے کہ آپ کے پاس جتنا مال و منال اور غلام و بردے وغیرہ تھے سب راہِ خدا میں دے کر ایک کمبل اوڑھ کر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو گئے اُس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: **مَا اَبْقَیْتَ لِاَھْلِکَ فَقَالَ اَبْقَیْتُ لَھُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلَہٗ** ''گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو؟ تو عرض کیا اُن کے لئے اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اُس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) چھوڑ آیا ہوں۔'' یعنی انہوں نے عرض کیا گھر والوں کے لئے بہت بڑا خزانہ اور بے حد مال و منال چھوڑا ہے۔ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ اور اُس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

سوال: بندہ صوفی، صادق کب بنتا ہے؟

جواب: جب بندہ کا دل دنیاوی صفات سے آزاد ہو جاتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ دنیاوی کدورتوں سے اُسے پاک وصاف کر دیتا ہے۔

سوال: تصوف کی بنیادی صفات کیا ہیں؟

جواب: حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تصوف کی بنیاد آٹھ خصلتوں پر ہے۔ (۱) سخاوت (۲) رضا (۳) صبر (۴) اشارہ (۵) غربت (۶) گدڑی (۷) سیاحت (۸) فقر۔ یہ آٹھ خوبیاں اور اوصاف آٹھ انبیاء کرام علیہم السلام کی اقتداء میں ہیں۔

۱۔ سخاوت کا تعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہے۔ کیونکہ انہوں نے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ پر فدا کر دیا۔

۲۔ رضا کا تعلق حضرت اسماعیل علیہ السلام سے کیونکہ بلا جبر واکراہ اپنی جان اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا میں پیش کر دی اور کسی قسم کی بے صبری کا مظاہرہ نہیں کیا۔

۳۔ صبر کا تعلق حضرت ایوب علیہ السلام کے ساتھ ہے کہ آپ نے بے حد مصائب پر صبر فرمایا اور ہر قسم کی ابتلاء و آزمائش پر ثابت قدم رہے۔

۴۔ اشارہ کا تعلق حضرت زکریا علیہ السلام سے ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا **اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمْزًا** ط .... (آل عمران: ۴۱) ''آپ نے تین دن لوگوں سے اشارہ کے سوا کلام نہ فرمایا اور اسی سلسلہ میں ارشاد ہے کہ **اِذْ نَادٰی رَبَّہٗ نِدَآءً خَفِیًّا** ''انہوں نے اپنے رب کو آہستہ سے پکارا''

۵۔ غربت کا تعلق حضرت یحییٰ علیہ السلام سے ہے کہ وہ اپنے وطن میں مسافروں کی طرح رہے اور خاندان میں رہتے ہوئے اُن سے بیگانہ رہے۔

۶۔ سیاحت کا تعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہے آپ نے یکہ و تنہا مجرد زندگی گذاری اور بجز ایک پیالہ اور کنگھی کے کچھ پاس نہ رکھا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ کسی نے اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر پانی پیا ہے تو پیالہ چھوڑ دیا اور جب کسی کو دیکھا کہ انگلیوں سے بالوں میں کنگھی کر رہا ہے تو کنگھی بھی رکھ دی۔

۷۔ گدڑی خرقہ صوف لباس تعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہے کہ انہوں صوف (پشمینہ) کا لباس پہنا۔

۸۔ فقر کا تعلق سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا فرمائی گئیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات اور خواہش کا اظہار فرمایا کہ ایک روز شکم سیر ہوں تو دو روز فاقہ۔

تصوف کے یہ آٹھ اصولی خصائل ہیں جو افعال اور کردار میں محمود ہیں۔ تصوف کی دنیا میں آباد ہونے والوں کو مذکورہ بالا اوصاف و خصائل اپنے اندر پیدا کرنے کے لئے جدوجہد کرنی چاہئے۔ سچا صوفی اور مرشد کامل بننے کے لئے اپنے اندر مذکورہ خصائل پیدا کرنا انتہائی ضروری ہے۔

بخاری شریف پڑھئے بحوالہ تیسیر الباری

(ادارہ)

کیا یہودی کو قتل کرنے والا پتھر دہشت گرد ہوگا؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا:-

تُقَاتِلُوْنَ الْیَھُوْدَ حَتّٰی یَخْتَبِیَ اَحَدُھُمْ وَرَاءَ الْحَجَرِ فَیَقُوْلُ یَا عَبْدَاللّٰہِ ھٰذَا یَھُوْدِیٌّ وَرَائِی فَاقْتُلْہُ [1]

''تم (آخیر زمانہ میں) یہودیوں سے لڑو گے۔ اُن میں کوئی پتھر کی آڑ میں جا کر چھپ جائے گا تو پتھر (بحکم الٰہی بول اُٹھے گا) اے اللہ کے بندے (مسلمان) یہ یہودی میرے پیچھے بیٹھا ہے اس کو مار ڈال (یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ ہوگا)''

(ترجمہ از تیسیر الباری جلد ۴ صفحہ ۱۲۶)

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے اِس کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ ''کتاب الجہاد والسیر'' میں لکھتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا:-

لَاتَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تُقَاتِلُوا الْیَھُوْدَ حَتّٰی یَقُوْلُ الْحَجَرُ وَرَاءَہُ الْیَھُوْدِیُّ: یَامُسْلِمُ ھٰذَا یَھُوْدِیٌّ وَرَائِی فَاقْتُلْہُ [2]

''قیامت اُس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تم یہود سے نہیں لڑو گے یہاں تک کے پتھر بول اٹھے گا جس کی آڑ میں یہودی چھپا ہوگا اے مسلمان یہ ہے، یہودی، میرے پیچھے اِس کو مار ڈال''

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں روایات مبارکہ کو نقل کر کے اِس بات کا اظہار کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے علم غیب پر اُن کا بھی ایسا ہی عقیدہ تھا جیسے آج اہلسنت و جماعت حنفی بریلوی مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔

تیسیر الباری کے حوالہ سے جو ترجمہ نقل کیا گیا اِس میں بریکٹوں کے اندر جو کلمات لکھے ہیں وہ حدیث شریف میں نہیں وہ صاحب تیسیر الباری نے اپنی طرف سے اضافہ کئے ہیں۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب تیسیر الباری کو بھی علم غیب ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہ! حالانکہ حدیث میں کوئی الفاظ نہیں ہیں کہ وہ دور کن کا ہوگا۔ مگر صاحب تیسیر الباری نے لکھا ہے ''وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ ہوگا''

آج بعض لوگ اُن کلمہ گو مسلمانوں کو دہشت گرد کہتے وقت ہچکچاتے نہیں جو اپنی آزادی اور ملک وملت کے لئے مصروف جہاد ہیں۔ جبکہ یہی لوگ اُن کفار ومشرکین کے ہم نوالا اور ہم پیالا بنے ہوئے ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگ کا علان کر رکھا ہے۔ اِس وقت سب سے بڑے دہشت گرد امریکہ اور اُس کے حواری یہود ونصاریٰ اور ہندو ہیں، جو بے دریغ مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں اور اُن پر بم مار رہے ہیں، کیمیائی اسلحہ استعمال کر رہے ہیں اور اُن کے ملکوں پر قبضے کر رہے ہیں۔

UNO کی پوری غیر مسلم اقوام افغانستان اور عراق وغیرہ پر قابض ہیں اور مسلمانوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنا رہے ہیں لیکن عجیب بات ہے جب مسلمان کسی یہودی یا عیسائی کو اپنے بچاؤ میں مارتے ہیں تو ان مارنے والوں کو دہشت گرد کا نام دے دیا جاتا ہے کیسا دھوکا اور تماشا ہے۔ کیسی الٹی گنگا بہہ رہی ہے کہ دہشت گرد قابضین امن کے پرچارک اور دہشت گردی ختم کرنے والے خیر خواہ بنے ہوئے ہیں۔

---

[1] بخاری جلد ۱ ص ۴۰۴، تفہیم البخاری جلد ۲ ص ۴۳۶۔ [2] بخاری جلد ۲ ص ۶۱۹۔۹۴۴، جلد ۱ ص ۴۰۴، تیسیر الباری جلد ۵ ص ۴۸۲، مسلم جلد ۲ ص ۳۰۳، دلائل النبوۃ جلد ۵ ص ۱۵۳، فتح الباری جلد ۸ ص ۵۱، جلد ۱۱ ص ۲۲۴، عمدۃ القاری جلد ۱۲ جز ۲۳ ص ۱۲۔

آج تو جو چاہے جس کو چاہے دہشت گرد قرار دے دے۔ اگر ایسے لوگوں کا نبی کریم ﷺ پر ایمان ہے تو وہ خود بتائیں جب پتھر بولیں گے اور یہودیوں کا قتل کروائیں گے۔ اُس وقت یہ ظالم لوگ کہاں ہونگے کہ جب نبی کریم ﷺ کی خبر غیب کے مطابق یہودی پتھروں کی پکار پر مسلمانوں کے ہاتھوں واصل جہنم ہو رہے ہونگے۔

مسلمانو! کیا تمہیں معلوم ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بات اللہ تبارک وتعالیٰ کی بات ہوتی ہے' کبھی کلمہ پڑھنے کے بعد غور وفکر بھی کیا ہے کہ بغیر سوچے سمجھے مسلمانوں کو دہشت گرد کہتے جا رہے ہو اور مرزائیوں کی طرح جہاد کا انکار کئے جا رہے ہو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈرو اور یہود و ہنود کی وکالت کی بجائے مسلمانوں کی خیر خواہی اور حمایت کرو۔

دیکھو مسلمانو! دنیا کے کسی ملک میں جب کسی یہودی یا کسی عیسائی پر کوئی مصیبت آتی ہے یا وہ کسی مقدمہ میں ملوث پایا جاتا ہے اور اسے اپنے کئے کی سزا سنائی جاتی ہے تو امریکہ و برطانیہ بدمعاشی سے چھڑا کر اپنے ملک میں لے جاتے ہیں۔

سنو مسلمانو! جب تک اللہ تبارک وتعالیٰ کی الوہیت و وحدانیت اور سرور کائنات ﷺ کی رسالت اور حاکمیت پر مسلمان کا عقیدہ مضبوط نہیں ہو جاتا یہود و نصاریٰ اور ہنود یونہی دندناتے رہیں گے۔

مذکورہ بالا دونوں احادیث مبارکہ جن میں جہاد کا ذکر ہے یہ جہاد اُس وقت ہوگا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر نزول فرمائیں گے۔ وہ شریعت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ و التسلیمات پر عامل ہونگے اور مسلمان اُن کے ساتھ ہونگے جبکہ یہودی دجال کا ساتھ دے رہے ہونگے۔ یہ نبی کریم ﷺ کا معجزہ ہے کہ آپ ﷺ نے مستقبل میں ہونے والے حالات کی پہلے ہی خبر دے دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونگے اور اُن سے پتھر باتیں کریں گے۔ اور مسلمانوں کو یہودیوں کی خبریں دیں گے اور پتھر یہودیوں کو قتل کروا کر خوش ہونگے۔

کھانے پر دُعا کرنا:

کھانے پر دعا کرنا نبی کریم ﷺ کا عمل مبارک ہے۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' (ایک سفر میں) لوگوں کے توشے کم رہ گئے (یعنی کم ہو گئے) اور خالی ہاتھ ہو گئے تو وہ نبی کریم ﷺ کے پاس اپنے اونٹ نحر کرنے کی اجازت لینے آئے۔ آپ ﷺ نے اُن کو اجازت دے دی۔ ان لوگوں کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ملے تو انہوں نے واقعہ بیان کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اونٹوں کے بعد تمہاری بقاء کیسے ہوگی؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول (صلی اللہ علیک وسلم) اونٹوں کے نحر ہو جانے کے بعد لوگوں کے بقاء کی صورت کیا ہوگی؟۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں اعلان کر دو بچے ہوئے توشے لے کر حاضر ہوں (سب لے کر آئے) فَدَعَا وَبَرَّکَ عَلَیْہِ آپ ﷺ نے دُعا کی اور اس پر برکت ڈالی۔ پھر برتن منگوائے تو سب لوگوں نے اپنے برتن بھر لئے۔ جب لوگ اپنے برتن بھر کر فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ [۳]

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا رسول ہوں۔ ﷺ

''یہ معجزہ دیکھ کر آپ ﷺ نے اپنی رسالت کی گواہی دی'' (تیسیر الباری جلد۴ ص۶۳)۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا:

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ

اِس میں اِس طرف اشارہ ہے کہ معجزہ کا ظہور رسالت کی تائید ہے کیونکہ معجزات انبیاء کرام علیہم السلام کی صداقت پر شہادت کے

---

[۳] بخاری جلد۱ ص۴۰۴، تیسیر الباری جلد۴ ص۱۰۲، تفہیم البخاری جلد۴ ص۴۴۰، مشکوۃ ص۵۱۳، مرآۃ جلد۸ ص۲۶، ابن کثیر جلد۲ ص۳۴۵، ترمذی جلد۲ ص۲۰۲، داری جلد۱ ص۲۶ درمنثور۔

موجب ہوتے ہیں۔ نیز اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کھانے پر دُعا کرنا مستحب ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوع روایت ذکر کی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اَطْعَمَهُ اللّٰهُ طَعَامًا فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ یعنی ''جس کو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کھانا دے وہ اُس پر یہ دُعا کرے "اے اللہ (تبارک و تعالیٰ) اِس میں برکت عطا فرما'' امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث شریف کے باب کا عنوان یوں ذکر کیا **بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا اَكَلَ طَعَامًا** یعنی ''جب کھانے کا ارادہ کرے تو کیا دُعا کرے'' اس کے بعد دوسرے باب کا عنوان یہ ذکر کیا **بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا فَرَغَ مِنَ الطَّعَامِ** یعنی جب کھانے سے فارغ ہو جائے تو کیا دُعا کرے'' معلوم ہوا کہ طعام کھانے سے پہلے اور اُس کے بعد دُعا کرنا مستحب ہے۔

جو لوگ کھانا آگے رکھ کر دُعا کرنے کو بُرا جانتے ہیں اور کھانا کھا بھی جاتے ہیں۔ انہیں نبی ﷺ کے ارشاد کو آنکھیں کھول کر پڑھنا چاہیے۔ اگر کھانا آگے رکھ کر دُعا کرنا ناجائز ہوتا تو نبی کریم ﷺ کبھی کھانا آگے رکھ کر برکت کے لئے دُعا نہ فرماتے۔ بات کرنے سے پہلے کچھ پڑھا اور سیکھ لینا چاہیئے۔ بغیر علم کے بات کرنا اچھے لوگوں کا کام نہیں اور پھر اگر کھانا آگے رکھ کر دُعا کرنا جائز ہے تو پھر کھانا نہیں کھانا چاہیے۔

مکہ مکرمہ والوں کا میقات:

اہم مسئلہ: ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حج وعمرہ کا ثواب لے کر واپس جا رہے ہیں اور میں نے حج سے زائد کچھ نہیں کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اِذْهَبِىْ وَلْيُرْ دِفْكِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَاَمَرَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ اَنْ يُّعْمِرَ هَامِنَ التَّنْعِيْمِ فَانْتَظَرَ هَارَسُوْلُ ﷺ بِاَعْلٰى مَكَّةَ حَتّٰى جَاءَتْ [۵]

"تم جاؤ اور عبدالرحمٰن (رضی اللہ عنہ) تمہیں اپنے پیچھے بٹھا لیں۔ اور آپ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ ان کو (یعنی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو) تنعیم سے عمرہ کروائیں اور جناب سرکار کائنات ﷺ نے ''اعلیٰ مکہ'' میں (جہاں سے مدینہ منورہ کی طرف جاتے ہیں)'' ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا انتظار فرمایا، یہاں تک کہ وہ عمرہ کر کے آگئیں۔''

a تنعیم مکہ مکرمہ کی جانب تین میل دور ہے۔ حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بعض لوگوں نے اِس حدیث شریف سے استدلال کیا کہ جو لوگ مکہ مکرمہ میں رہتے ہیں وہ صرف ''تنعیم'' سے احرام باندھیں وہ اس مقام سے تجاوز نہیں کر سکتے جیسے دوسرے لوگوں کے لئے نبی آخر الزماں ﷺ نے جو میقات مقرر کیا ہے وہ اس سے تجاوز نہیں کر سکتے۔ لیکن بعض علماء کہتے ہیں اہل مکہ اگر عمرہ کے لئے احرام باندھیں تو اُن کا میقات "حل" ہے۔ "حل" کی جس جگہ سے احرام باندھیں اُن کے لئے جائز ہے۔ اس میں تنعیم وغیرہ اُن کے لئے ایک ہی چیز ہے۔ انہوں نے اس کی دلیل یہ ذکر کی ہے کہ ہوسکتا ہے کہ سید کائنات ﷺ نے ''تنعیم'' کا مقصد اس لئے فرمایا ہو کہ وہ قریب ہے۔ اِس کا یہ معنیٰ نہیں کہ ''تنعیم'' کے سوا احرام ہی جائز نہیں۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما نے فرمایا! بخدا نبی کریم ﷺ سے تو ''جعرانہ'' کا ذکر فرمایا اور نہ ہی ''تنعیم'' کا چونکہ ''تنعیم'' حرام سے زیادہ قریب تھا' اس لئے میں نے

[۵] بخاری جلد ا ص ۴۰۸، تیسیر الباری جلد ۴ ص ۱۱۶، تفہیم البخاری جلد ۴ ص ۴۶۱۔

''تنعیم'' سے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے صرف ''حل'' کا مقصد بیان فرمایا تھا کسی مقام کو معین نہیں کیا اور "تنعیم" کو اس لئے ذکر کیا ہے کہ وہ قریب ہے لہٰذا یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ اہل مکہ کا عمرہ میقات ''حل'' ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے تلامذہ (شاگردوں)، امام مالک رضی اللہ عنہ، امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کا یہی مسلک ہے ۶ (آج مقام تنعیم پر جہاں سے ام المومنین رضی اللہ عنہا نے احرام باندھا تھا وہاں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یاد میں ایک عظیم الشان مسجد تعمیر ہو چکی ہے جس کا نام ہی مسجد عائشہ رکھا گیا ہے)

ہر جوڑ پر صدقہ ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ صَدَقَةٌ، كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ يَعْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَ يُعِيْنُ الرَّجُلَ عَلٰى دَابَّتِهٖ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا اَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهٗ صَدَقَةٌ وَ الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَ كُلُّ خَطْوَةٍ يَخْطُوْهَا اِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ وَ يُمِيْطُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ

''ہر روز جس میں سورج طلوع ہوتا ہے آدمی کے ہر جوڑ اور ہر ہڈی پر ایک ایک صدقہ نکلتا ہے۔ دو آدمیوں کے درمیان عدل کرنا صدقہ ہے۔ کسی شخص کا اُس کے جانور پر سامان لدوا دینا صدقہ ہے، اچھا کلام کرنا صدقہ ہے اور راستہ سے کانٹا علیحدہ کرنا یا ایذا دینے والی چیز کو ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔''

''حدیث شریف میں مختلف اعمال کا ثواب صدقہ کے برابر قرار دے دیا گیا ہے اور مختلف کاموں میں صدقہ کی تلقین کی گئی ہے۔ ہر شخص پر اُس کے اعضاء کے جوڑوں کی تعداد کے برابر صدقہ واجب ہے۔ وہ یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُس کی ہڈیوں کے جوڑ بنائے ہیں تاکہ اعضاء اِدھر اُدھر پھیر سکے۔ سارے اعضاء میں سے جوڑوں کی تخصیص اس لئے کہ ان میں وہ باریکیاں ہیں جن کو دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے۔

گدھے کا گوشت کھانا حرام ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ صبح سویرے خیبر میں داخل ہوئے' اُس وقت یہودی اپنے کندھوں پر کدالیں لئے ہوئے نکلے۔ انھوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو کہنے لگے (حضرت) محمد (ﷺ) لشکر سمیت آن پہنچے۔ آخر بھاگ کر قلعہ میں پناہ گزین ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا ''اللہ اکبر'' خیبر خراب ہوا۔ ہم جب کسی قوم کے میدان میں ڈیرے ڈال دیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہوتی ہے اور خیبر میں ایسا ہوا، ہم نے گدھے پکڑے اور اُن کا گوشت پکایا' اتنے میں آپ ﷺ کے منادی نے پکارا! اِنَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يَنْهَيَانِكُمْ لُحُوْمُ الْحُمُرِ ''بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ تمہیں گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کرتے ہیں چنانچہ ہنڈیاں گوشت سمیت الٹا دی گئیں''

سید عالم ﷺ کے یہ منادی حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ تھے رسول کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) لوگ گدھے پکا رہے ہیں تو آپ ﷺ نے (حضرت) ابو طلحہ (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا لوگوں میں اعلان کرادو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ حرمت کی چند وجوہ ہیں۔ (اول) یہ کہ ان کا گوشت پلید ہے (دوئم) یہ کہ غلاظت کھاتے ہیں (سوئم) یہ کے ان کا خمس نہیں لیا جاتا (چہارم) یہ کہ لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں۔ ابن ماجہ نے ابن اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے حدیث شریف نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے گدھوں کا گوشت اِس

لئے حرام کرایا کہ یہ غلاظت کھاتے ہیں۔

ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ گاؤں کے اردگرد کی غلاظت کھاتے پھرتے ہیں۔ جمہو وفقہا ائمہ اربعہ حضرت امام ابو حنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل، اور ان ائمہ کے تلامذہ نے کہا ہے گدھوں کا گوشت حرام ہے۔ بخاری شریف میں مذکور حدیث شریف سے انہوں نے استدلال کیا ہے۔

تکبیر کہنے میں زیادہ بلند آواز کرنا مکروہ ہے:

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب باندھا ہے

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي التَّكْبِيرِ

صاحب تیسیر الباری نے ترجمہ کیا ہے ''باب بہت چلا کر تکبیر کہنا منع ہے۔ (جلد ۴ ص ۱۶۸)

اِس باب میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے حدیث شریف نقل کی ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے جب ہم کسی وادی میں پہنچے تو ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے ہوئے ہماری آوازیں زیادہ بلند ہوگئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

يَاأَيُّهَا النَّاسُ اِرْبَعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ فَاِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّهٗ مَعَكُمْ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ

وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں ''میں کہتا ہوں تحقیق اِس باب میں یہ ہے کہ سنت کی پیروی کرنا چاہئے جہاں جہر آنحضرت ﷺ سے منقول ہے وہاں جہر کرنا منع ہے جیسے اذان۔ باقی مقاموں میں آہستہ ذکر کرنا بہتر ہے۔ بعضوں نے کہا کہ اس حدیث میں جس جہر سے آپ ﷺ نے منع فرمایا وہ بہت زور کا جہر ہے جس سے لوگ پریشان ہوں'' (تیسیر الباری جلد ۴ ص ۱۶۸ من وعن)

دراصل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آوازیں بہت بلند کردیں تھیں۔ تو آپ ﷺ نے انہیں منع فرمایا لیکن مبالغہ کی نفی سے اصل شیء کی نفی نہیں ہوتی لہذا ذکر یا دُعا کے وقت آواز بلند کرنا جائز ہے لیکن اتنی بلند نہ ہو کہ حاضرین کو تشویش میں ڈال دے چنانچہ باب الذکر بعد الصلوۃ کے باب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا جب میں اپنے گھر میں ہوتا اور بلند آواز سے ذکر سنتا تو پہچان لیتا کہ جماعت ہو چکی ہے۔ (بخاری شریف جلد ۱ ص ۱۱۶)

بعض لوگ نماز کے بعد ذکر کو اِس لئے منع کرتے ہیں کہ نمازی کے پاس باتیں نہیں کرنی چاہئے۔ حالانکہ یہ حجت بیمار ہے کیونکہ حدیث شریف میں باتیں کرنے والوں کے پاس نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ بعض لوگ ذکر کے ساتھ تلاوت کرنے کو تشبیہہ دے کر کہتے ہیں نمازی کے پاس بلند آواز میں قرآن مجید پڑھنا منع ہے حالانکہ یہ قیاس صحیح نہیں ہے کیونکہ قرآن پڑھنا اگرچہ مسنون ہے لیکن اگر قرآن اونچی آواز سے پڑھا تو اِس پر ایک اور فرض عائد ہو جائے گا جس کی تکمیل سے وہ قاصر ہوگا کیونکہ نماز چھوڑ کر قرآن مجید سننے سے نماز ٹوٹ جائے گی اور نماز توڑنا بھی حرام ہے جبکہ ذکر سننا فرض نہیں لہذا تلاوتِ قرآنِ مجید سے ذکر کا قیاس کرنا صحیح نہیں نفس ذکر بالجہر جائز ہے۔

ویسے بھی تلاوت قرآن مجید میں اور ذکر میں بہت فرق ہے۔ اِس فرق کو سمجھنے کے لئے یہ مسئلہ جاننا ضروری ہے کہ حائضہ تلاوت قرآن مجید نہیں کرسکتی لیکن لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ذکر کرسکتی ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کی تسبیح پڑھ سکتی ہے محفل ذکر، محفل میلاد اور محفل دُعا میں شریک ہوسکتی ہے۔ اگر قرآن مجید اور ذکر اللہ کو ایک جیسا تصور کیا جائے تو مسئلہ ہذا باطل ہو جاتا ہے جبکہ شرعاً حائضہ عورت کے لئے تلاوت جائز نہیں۔ ذکر جائز ہے لہذا یہ قیاس ہے۔

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی نگینہ قدس سرہ العزیز

کے سالانہ عرس کے موقعہ پر پیغامات

از: پیر طریقت، شیخ کبیر، فخر سادات، خطیب اسلام

حضرت سید کبیر علی شاہ صاحب آستانہ عالیہ چورہ شریف

(نزد کنال ویو ملتان روڈ لاہور)

مدتوں روتی ہے حسرت اہلِ چمن
سالہا رہتے ہیں تر دیدۂ چرخِ کہن
تب جا کر پیدا ہوتا ہے کوئی نخلِ گلِ بدن
بایزید اندر خراساں یا اویس اندر قرن

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ o
اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً o

ہر دو ارشاداتِ خداوندی، تخلیقِ انسان اور اُس کی عظمت اور وجہ تخلیق کے منصب حسین کے انکشاف گذار ہیں۔ رب قدیر حضرت انسان جس کو خلیفہ مقرر فرماتا ہے اُس کی تخلیق سے قبل مالک الملک واضح اعلان فرما کر اپنے مقربین ملائکہ کو حیران فرما دیا کہ اِس تخلیق کو جو میری تخلیق کا شاہکار ہے اُس کو آپ نے سجدہ کرنا ہے جب اُس میں اپنی رُوح پھونک دوں۔

فرشتہ کہنے سے یا رب میری توقیر گھٹتی ہے
میں تو مسجود ملائکہ ہوں مجھے انسان ہی رہنے دو

حضرت انسان سے کام لینے کے لئے جس رہنمائے برحق کو قدرت نے کب بنایا:

کیسا بنایا یہ راز کسی پر منکشف نہ اشکار
یہ جانے بننے والا یا بنانے والا

کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اپنے شاہکار قدرت کی عظمتوں کے مظاہرے قدم قدم پر فرمائے اور بھٹکے ہوئے انسانوں کے لئے ہر علاقے اور ہر ملک میں اپنے غلاموں کو خضر راہ بنا کر بھیجا اور سلسلہ تبلیغ چلتا رہا اور چل رہا ہے وہ سلسلہ شناسائے مزاج نبوت ادب خوردہ نگاہِ محبت سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی ذمہ داریاں نبھا کر ایک بے مثال محبوب کی تعمیلِ ارشاد میں بے مثال باب رقم فرمایا۔ وہی سلسلہ چلتا رہا اور توجہ صدیقی سے بے مثال شخصیات اِس کائناتِ حیات میں اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآہ ہوتی رہی ہیں۔ تصوف کے پہلے سلطان حضرت خواجہ بایزید بسطامی ہوں یا شاہ بہاؤالدین نقشبند گرامی ہوں، حضرت شیخ مجدد الف ثانی ہوں یا نور العارفین خواجہ نور محمد ہوں یا مجدد العصر حضرت خواجہ فقیر محمد گیلانی ہوں یا سید جماعت علی شاہ لاثانی پیر سید علی اکبر شاہ ہوں یا الحاج محمد یوسف علی نگینہ رحمہم اللہ تعالیٰ ہوں۔

حضرت نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی چورہ شریف میں آمد کا کیا منظر تھا، خطیب العالمین بابا زلفانوالی سرکار کے سالانہ عرس مبارک کی آخری نشست اپنے شباب پر ہے حضرت مناظرِ اسلام مولانا محمد مجددی اچھروی خطاب فرما رہے ہیں تو محفل میں مقتدر مشائخ عظام، علماء کرام، صوفیا والاشان کا اجتماع کثیر سے فقیر، مولانا اچھروی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خطاب کے بعد، علامہ ابوالحقائق شیخ القرآن نازش اہلسنّت کی ذات گرامی کے اعلان کے لئے اٹھا تو نظر پڑی کہ سب سے پیچھے خاموش ایک پروقار وجیہہ شخصیت جو بلا مبالغہ حیران کن وجاہیت کے مالک ہیں۔ فقیر رہ نہ سکا دوستوں کو اشارہ کیا۔ آپ نے وہیں سے ہاتھ باندھ کر خاموشی سے ارشاد فرمایا مراد کہ میں یہاں ٹھیک ہوں مگر اصرار کے بعد آپ سٹیج پر تشریف لائے، اتنے میں مجھے کان میں میرے خاندان کے عظیم سپوت الحاج الحافظ علامہ پیر غلام نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بہت بڑی فاضل شخصیت ہیں۔ ان کا نام حاجی محمد یوسف علی نگینہ (رحمہ اللہ تعالیٰ) ہے، فیصل آباد سے تشریف لائے ہیں اِن کا ہی اعلان کر دیں۔ فقیر نے اعلان کیا پس بابا جی تشریف لائے۔ علامہ

ابوالحقائق نے بھی ارشاد فرمایا: بابا جی ذرا کھل کے ارشاد فرمائیں اور مدینے شریف پہنچائیں۔

بس بابا جی جن کا سفید عمامہ، لباس کی سادگی جسم کا جھکاؤ نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین است کی منہ بولتی تفسیر عجز و انکساری ادب و محبت کا وہ پیکر دل نواز خطاب فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ o ''اللہ والوں سے وہ سوال کرو (ذکر کرو) جس کا تم کو علم نہیں''

اللہ نبی او لیا بھر دیندے نے تولیا
ایناں نوں جیڑا نہ منے، انہوں ہو جاندا مالیخولیا
لے لے یار ویں والے دا ناں تے ڈبی ہوئی تر جائے گی

اجتماع میں عجب سماں بن گیا اور آپ نے خوب محفل کو گرمایا اور اسی کیف و مستی کے ماحول میں قبلہ والد گرامی زبدۃ الاصفیاء پیر سید محمد فضل شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دستار بندی فرمائی اور سلسلہ عالیہ کی خدمت کے لئے قاسم فیضان جماعتی کے قاسم درویش کے فیضان کو فیضان چوراہی سے نواز کر آتشہ فرمادیا۔

آپ لاہور تشریف لاتے تو عشاق کا جم غفیر ہو جاتا۔ ایک دفعہ فقیر کی علالت کی خبر سنی تو وسن پورہ تشریف لائے جوڑا آستانہ عالیہ پر اتار کر اندر تشریف لائے۔ فقیر نے اشارہ کیا یا حضرت خیر ہے آپ آئیں، تو آپ نے رو کر فرمایا حضرت جی ادب ہی ایمان بچان دا ذریعہ اے اینوں چھڈیاں کجھ وی نئیں رہندا۔

آپ نے کچھ دیر قیام فرمایا جس عقیدت میں ڈوبے ہوئے انداز میں آپ خطیب العالمین مجدد العصر بابا جی فقیر محمد کے حضور معروضات گذار رہے وہ انہی کا حصہ ہے ورنہ بڑے بڑے جید خلفاء انہی کے نام کی خیرات کھا رہے ہیں۔ ان کے جانشینوں نے حق نمک خوری بھی ادا نہ کیا بلکہ اپنے اسلاف کی کرامتوں کی کتابیں بھر دیں اور اپنے محسن و مربی کا اتنا اظہار کیا کہ آپ بابا جی چوراہی کے ہاتھ میں بیعت تھے۔ (بس)

حاجی صاحب کی شخصیت ہمہ صفت موصوف احباب کے لئے ہمدرد رفیق روحانی بیماروں کے لئے بے مثال روحانی طبیب، دکھیوں کے لئے شفیق اور اپنے پیر خانہ پر حاضر ہوں تو مخلص ترین مرید اور اپنے عشاق کے حلقے میں عالی مرتبت پیر، آپ کو مولائے قدس نے نہایت نعمتوں اور عظمتوں سے نوازا ہے۔ وہ تمام پاکیزہ صفات قدسیہ جو ایک اچھے انسان، صوفی کامل کیلئے ہونی چاہئیں رب قدیر کے فضل و کرم سے حضرت قبلہ بابا جی محمد یوسف علی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں موجود تھیں۔ آپ نے کچھ دیر قیام کے بعد تشریف لے جاتے وقت فرمایا حضرت جی قبلہ بابا جی سرکار کی اولاد پاک میں میرا بیگ برادرِ روحانی جو یونیورسٹیوں سے پڑھ کر میرے دامن سے وابستہ ہے خیال فرمانا اور اس کو بہت بڑا صوفی اور رہنما بنانا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اس کی زبان دنیا کے سامنے فیض رساں ہو۔ اللہ کریم کے فضل سے جس عقیدت اور پختہ عقیدت کے ساتھ نگینہ صاحب کی تعمیری اور اصلاحی خواہشات کے تکمیلی مراحل کی طرف حضرت العلام محمد منیر احمد یوسفی صاحب بڑھ رہے ہیں نہ آرام، نہ صحت کا خیال، دنیا کی جاہ اور حرص سے تو پہلے ہی اُن کی عجز و انکساری اور شیخ کامل کی توجہ سے پاک فرمادیا ہے اب علالت کے باوجود ذکر مجددی اور اصلاح انسانیت کے لئے رواں دواں ہیں۔

اللہ کریم بہ تصدق نبی کریم ﷺ آپ کو زندگی اور صحت دے اور خواجہ چوراہی کے فیضان کے قاسم امین رہیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا حضور یہ منیر احمد یوسفی صاحب ہیں۔ دنیا کی تعلیم تو اس نے کافی حاصل کر لی لیکن آپ دھیان فرمائیں۔ رب العزت ان کے ذمہ کوئی اور ڈیوٹی لگانا چاہتا ہے اور اپنے محبوب پاک صاحب لولاک ﷺ کے دین متین کی ذمہ داری سونپنا چاہتا ہے۔ بس اب دُعا فرمائیں رب قدیر اپنے محبوب سراج منیر کے صدقے ان کے قلب تنویر کو مزید روشن ضمیر اور زلف رسول کا اسیر بنادے۔

حضرت قبلہ علامہ مولانا پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنا چوراہی اور علی پوری فیض اپنے روحانی جانشین پیر منیر صاحب کو منتقل فرما گئے اور اس فیضان شیخ کو عالی طرفی سے پیر منیر صاحب تعلیم فرما رہے ہیں۔

اور بالخصوص غیروں کی سازش جو مدتوں تحریک کے روپ میں قدغن لگا رہی ہے۔ درگاہ کو خانقاہ سے الگ کیا جا رہا ہے لیکن خلیفہ مجاز صوفی منیر احمد یوسفی صاحب درسگاہ کو خانقاہ سے وابستہ رکھنے کے لئے دن رات مصروف عمل ہیں۔ اللہ کریم بہ تصدق نبی کریم ﷺ میرے خواجہ چوراہی کے فیضانِ قاسم کو صحت کاملہ دے اور یہ سرچشمہ فیض جاری و ساری رہے گا۔ آمین بجاہ سید المرسلین انشاء اللہ تعالیٰ۔

محمد کبیر علی گیلانی مجددی چوراہی

از: پیر محمد فضل حق صدر و مہتمم سجادہ نشین آستانہ شیخ کبیر

جامع العلوم سراجیہ رسولیہ رضویہ چمنستان محدث کبیر پاکستان دربار شریف روڈ اعظم آباد فیصل آباد

مکرمی جناب منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

حضرت علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے، میرے ساتھ گذرے ہوئے خوش گوار لمحات کی تحریر شدہ چند یادیں لف ہیں۔

اسرارِ کائنات سے خالق کائنات ہی واقف ہے۔ اُس نے کیا بنایا ہے؟ کیسے بنایا ہے؟ کس لئے بنایا ہے؟ کب بنایا ہے؟ اس جیسا کوئی جاننے والا نہیں۔ ہر کوئی وقت کی قید میں ہے اور وہ خود وقت ہے جس کام کا جو وقت مقرر ہے وہ اُس سے ایک لمحہ بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔ ہاں، جتنا کچھ اُس نے کسی کو عطا فرمایا ہے، وہ اُس کی رحمت ہے۔ اُس کی رحمت کو اُس کے بندوں کی بھلائی کے لئے استعمال کرنا ہی خلافتِ الٰہیہ کا تقاضا ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو معاشرہ روحانی اور مادی دونوں طرح کی مفلسی، بخل اور افراتفری کا شکار ہو جاتا ہے۔ ہمارا اپنا معاشرہ اس کی بدترین مثال ہے۔

اسی طرح جب انسان پیدا ہوتا ہے تو اُس کے والدین سمیت کوئی بھی اس بات سے آگاہ نہیں ہوتا کہ اس کی زندگی صراط مستقیم پر گزرے گی یا گمراہی میں، سوائے خالق کائنات کے یا اُن لوگوں کے جنہیں اُس نے نظر عطا فرمائی ہے۔ پھر اُس بچے کی تربیت کی جاتی ہے۔ تربیت کے بے شمار ادارے ہیں۔ ماں کی گود ہے، ماحول ہے، معاشرہ ہے، حادثات، سانحہ اور واقعات ہیں، کوئی سیدھا چلتے چلتے بھٹک جاتا ہے اور کوئی بھٹکا ہوا صراط مستقیم پر آ جاتا ہے۔ انسانی ذہن ہر قسم کا اثر قبول کرتا ہے، بشرطیکہ ذہن بیمار نہ ہو۔ اگر کوئی چیز ذہن پر اثر انداز ہی نہ ہو سکے تو پھر راستہ بدلنا ممکن نہیں ہوتا۔ اس کے بغیر حصول مقصد ناممکن ہے۔ زندگی ساکت و جامد ہو جاتی ہے۔ ارتقاء رک جاتا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ تعلیم کیسی ہے؟ یہ حقیقت اپنی جگہ ہے۔ کہ یہ دور علم کا ہے آج کے معاشرہ میں کوئی اَن پڑھ تلاش کرنا بالکل ایسے ہی ہے۔ جیسے کبھی کسی پڑھے لکھے کو تلاش کرنا مشکل تھا۔ اُس دور میں بچوں کی تاریخ پیدائش، موسموں، فصلوں، میلوں اور بعض خاص واقعات کے حوالے سے یاد رکھی جاتی تھی۔ گھروں میں بھی شاذ و نادر ہی ایسے اندراج کا اہتمام ہوتا تھا، اس لیے ہمیں تذکروں یا تاریخ کی کتابوں سے بے شمار بڑے انسانوں کی تاریخ پیدائش دستیاب نہیں ہوتی۔

حضرت علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے وابستہ چند ناقابل فراموش یادیں تحریر کرتا ہوں۔ حضرت علامہ محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ ہی میرے والد محترم، حضور قبلہ محدث کبیر پاکستان حضرت علامہ شیخ الحدیث غلام رسول قادری رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے دورہ حدیث شریف مکمل کیا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ والد محترم نے ملتان شریف کے ایک دینی جلسہ کی صدارت کے لیے مجھے علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ

اور محترم صائم چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ جانے کا حکم دیا۔ ملتان سے ہمارے مریدوں نے مجھے مظفر گڑھ بہ اصرار جانے کی دعوت دی میں نے اِن دونوں حضرات کو بھی ساتھ چلنے کے لیے کہا تو حضرت علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو محترم صائم چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا نگینہ صاحب درس حدیث کا ناغہ ہو جائے گا پیر فضل حق کو مظفر گڑھ جانے دیں ہم فیصل آباد چلتے ہیں میں نے کہا کہ بخاری شریف کی عبارت تو میں بھی پڑھتا ہوں میں ابھی قبلہ ابّا جان کو فون کرتا ہوں ہمیں مظفر گڑھ دعوت پر جانے کے لئے ایک دن کی چھٹی مرحمت فرمادیں۔ تو حضرت علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب نے فوری طور پر جواب دیا کہ چشتی صاحب پیر فضل حق صاحب میرے استاد زادے ہیں اور حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نواسے بھی ہیں اور محدث اعظم پاکستان، عاشقِ رسول ﷺ تھے اُن کو بمطابق سنت نبی پاک ﷺ نواسوں سے بہت پیار تھا تو ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ایک بڑے محدث کے نواسے سے پیار کیا جائے کہ یہ سنت رسول ﷺ اور نبی پاک ﷺ سے محبت کی دلیل ہے۔ خیر!

ہم مظفر گڑھ کی طرف روانہ ہوئے مولانا عبدالقوی ہمارے مرید تھے۔ اُن کو جب معلوم ہوا کہ پیر محمد فضل حق معہ رفقاء مظفر گڑھ تشریف لا رہے ہیں تو انہوں نے بتایا کہ موضع گوہ پور علاقہ رہلانوالی کے مقام پر مناظرہ ہو رہا ہے حضرت علامہ حاجی یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب مناظرہ کی آواز سنی تو فرمانے لگے کہ حضور پیر صاحب آج اِس بندۂ ناچیز کو اجازت فرمادیں تو میں اِس مناظرہ میں شامل ہو جاؤں میں نے کہا کہ حضور یہ مسلک اہلِ سنت کا معاملہ ہے آپ اس میں ضرور شامل ہو کر مسلکِ اہل سنّت کی ترجمانی فرمائیں چنانچہ آپ نے عقائدِ اہلِ سنت و مسائل حنفیہ اور حضور نبی کریم ﷺ کے محامد پر آیات و احادیث اور عقلی و نقلی دلائل قاہرہ کی برسات فرمائی تو مسلکِ اہلِ حدیث کے مولانا سعید احمد چروڑوی زچ ہو کر رہ گئے اور ذلّت آمیز شکست سے دوچار ہوئے۔ حضرت علامہ حاجی محمد یوسف نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آج میں نے خادم اہلِ سنّت ہونے کا حق ادا کر دیا۔

ایک دفعہ میری اور حضرت علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب کی درج ذیل سوال و جواب کی نشست ہوئی۔

سوال:۔ مردانِ حق کون ہیں اور پیری کن کے لیے مسلم ہے؟

جواب:۔ مردانِ حق وہ ہیں جو شیطان کی دسترس سے نکل آئے ہیں اور امام و مقتدا ہو گئے ہیں۔ پیری اُن کے لیے مسلم ہے۔ مردانِ حق وہ ہیں۔ جو بارگاہِ خداوندی کو اختیار کئے ہوئے ہیں اور دنیا کو لات مارے ہوئے ہیں۔

سوال: اگر کوئی چاہتا ہے کہ اُس سے ایسے کام ظہور میں آئیں جو شیطانی نہ ہوں تو وہ کیا کرے؟

جواب:۔ اس کو چاہئے اپنے کام کی باگ دوڑ ایسے مردانِ حق کے ہاتھ میں دے کہ جن کا نام اِنَّ عِبَادِی لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنٌ کے دفتر میں درج ہو کہ وہ تمہیں ہدایت دیتے رہیں کہ یہ کام کرو اور وہ کام کرو۔ کیونکہ اُن کی ہدایات اور اُن کے احکام شیطان کے احکام نہیں ہوتے اِس لیے کہ ابلیس کو ان تک راہ نہیں ہے۔ اُن کے دل سے جو فرمان صادر ہوتا ہے وہ سب رحمانی ہوتا ہے، شیطانی نہیں۔

سوال: اگر کوئی یہ سوال کرے کہ دنیا میں کوئی ایسا بھی ہے جس تک شیطان کی پہنچ نہ ہوئی ہو؟

جواب:۔ کوئی شخص شیطان سے نہیں بچا اور نہ چھوٹا۔ لیکن شیطان کے خاص پیروکار اور اُس کی رعایا وہی لوگ ہوتے ہیں؛ جو اُس کی ہر بات مانتے ہیں۔ اور مردانِ حق جو کبھی کبھی ابتلاء کے طور پر شیطان کی چوٹ کھا جاتے ہیں۔ وہ پھر شیر کی طرح بپھر کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ تمہارا ایک خاص گھوڑا تمہاری سواری ہے اگر تمہارا غلام تھوڑی دیر کے لیے اُس پر بیٹھ کر اُس کو پانی پلانے کے لئے لے جائے تو کیا اتنی دیر اُس کی سواری میں رہنے کے سبب گھوڑا اُس کا ہو جائے گا۔ اللہ کی قسم نہیں ہو گا۔

سوال: کیا پیر معصوم ہوتے ہیں؟

جواب:۔ معصوم ہونا پیر کے لیے شرط نہیں بلکہ شرط یہ ہے کہ وہ راہِ خداوندی طے کیے ہوئے ہوں اور کاموں کی حقیقت تک اُن کی نگاہ پہنچی ہوئی ہو مثلاً تم اگر چاہو کہ کسی سے علم حاصل کرو اُس کے لیے یہ شرط نہیں کہ وہ معصوم ہو بلکہ شرط یہ ہے کہ اُس علم کا وہ ماہر ہو۔ معصوم ہونا، انبیاء کرام علیہم السلام کا خاصہ ہے، پیروں کا نہیں۔

سوال: مردانِ خدا کی صفات کیا ہیں؟

جواب:۔ مردانِ خدا کھاتے بھی ہیں، سوتے بھی ہیں، پہنتے بھی ہیں، بال بچے بھی رکھتے ہیں، اور بازار میں بھی جاتے ہیں۔ ظاہر پرستوں کی نگاہ ظاہری حال پر ہوتی ہے۔ اِس سے آگے نہیں بڑھتی لیکن وہ دولتِ عظمیٰ جو مردانِ خدا اپنے دل کے اندر رکھتے ہیں جہاں ہم کو تم کو اور ہم جیسے سارے لوگوں کو راہ نہیں۔

سوال: کیا ایک وقت میں ایک ہی مرد کامل ہوتا ہے؟

جواب:۔ یہ شرط نہیں کہ سارے جہان میں ایک وقت میں مرد کامل بھی ایک ہی ہو یہ بھی شرط نہیں کہ وہ شہر میں ہی ہو۔ یہ بھی روا ہے کہ دیہات میں ہو۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت خواجہ بایزید بسطامی دیہات میں رہا کرتے تھے۔ اُن کے کمال کا وہ مرتبہ تھا کہ ہزاروں سال آتے جاتے رہیں پھر بھی اِس کا احتمال ہے کہ اُن کے کمال تک کوئی پہنچے یا نہیں (اللہ جسے چاہے اپنے فضل سے جتنا دے) اگر کوئی یہ کہے کہ یقیناً اُن میں کوئی ایک کامل تر ہوگا۔ تو کہو کہاں ہوسکتا ہے دس بیس تیس چالیس اور اِس سے بھی کم وبیش ایک ہی جگہ ہوں لیکن اِسے معلوم نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں صاحبانِ کشف جن کو کشف کامل ہو وہ معلوم کرسکتے ہیں۔

سوال: کیا کہتے ہیں اِس بارے میں کہ خداوند تعالیٰ کی معرفت بندے کو بغیر پیر کے حاصل ہوسکتی ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اِس معرفت سے مراد اللہ کی ہستی اور یکتائی ہے تو اِس کا حصول بغیر پیر کے خود عقل سے ممکن ہے۔ اگر اِس معرفت سے وہ کمالات مراد ہیں جو معرفتِ خداوندی میں اِس راہ کے چلنے والوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ جیسے حضرت خواجہ اویس قرنی، خواجہ بایزید بسطامی، خواجہ معروف کرخی، حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد، حضور محدث کبیر پاکستان شیخ الحدیث علامہ مولانا غلام رسول شارح بخاری رحمہ اللہ علیہم کے کمالات ہیں۔ یہ بھی اُن مجاہدوں اور ریاضتوں کے ذریعے جو پورے شرائط کے ساتھ کئے گئے ہوں بغیر کسی پیرورہبر کے ممکن تو ہے لیکن نادر الوقوع، شاذ اور بہت ہی کم ہے۔ لیکن ایک جماعت ایسی ہے جسے ''اویسیہ'' کہتے ہیں ان لوگوں کو پیر کی حاجت نہیں ہوتی۔ (نبوت) خود اپنی آغوش میں پیر کے واسطہ کے بغیر پرورش کرتی ہے۔ جیسے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی پرورش کی گئی۔ اگرچہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تربیت پائی یہ نادر الوقوع بہت ہی کم ہیں۔ اِس لیے ایسی استعداد شاذ و نادر ہی ہوتی ہے۔ لیکن بہت زیادہ غالب تر طریقہ ودستور یہی ہے کہ یہ نعمت کسی پیر یا رہبر کے سایۂ دولت ہی میں حاصل ہوتی ہے۔

محمد فضل حق

از: اُستاذ الکل فی الکل حضرت مولانا

محمد منشاء تابش قصوری مدظلہ العالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥

۱۹۵۴ء میں اپنے بھائی جان الحاج چوہدری محمد دین صاحب قادری مدظلہ کی معیت میں مناظر اسلام مولانا علامہ محمد عمر صاحب اچھروی علیہ الرحمہ کی اقتداء میں قصور شریف جمعۃ المبارک ادا کرنے کی سعادت حاصل رہی. وہاں حضرت پیر طریقت حامل علمِ لدنی حضرت مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ فنافی المدینہ علیہ الرحمہ کی زیارت وملاقات کے مواقع فراہم رہے۔

مناظرِ اسلام علیہ الرحمہ کا معمول تھا کہ گیارہ بجے تک مسجد میں تشریف لے آتے اور اعتکاف کی نیت سے نوافل ادا کرکے سفید چادر لئے لیٹ جاتے، نعت خوانی کے لئے حضرت

نگینہ صاحب علیہ الرحمہ قبل از اذان جلوہ افروز ہوتے' حوض سے تازہ وضو فرماتے اور پھر نہایت دلکش، دلنشیں، ایمان افروز، رُوح پرور، پُر درد آواز سے اذان پڑھتے، ایک ایک کلمہ دل میں اترتا جاتا، مسجد نعت وخطاب سے پہلے ہی بھر جاتی۔

مناظر اسلام علیہ الرحمہ نہایت سادہ اور متواضع شخصیت تھے، سفید لباس، سفید دستار، ہاتھ میں عصاء، بعض اوقات تو لوگ محسوس کرتے' ممکن ہے مولانا آج تشریف نہ لائے ہوں. وہ آپس میں باتیں کرتے۔ انتظار میں محو ہوتے۔ معاً اسی اثناء میں مولانا عام سی صفوں سے چادر لپٹتے اور تازہ وضو کے لئے حوض پر جلوہ افروز ہو جاتے۔

اِسی دوران حضرت نگینہ صاحب مائیک سنبھالتے اور خاص ترنم سے درود شریف کا ورد کرتے، پھر نعت شریف پڑھتے، مجمع پر عجیب سی کیفیت طاری ہوتی، لوگوں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے، ساتھ ساتھ نعروں کی گونج سنائی دیتی رہتی۔ یہاں تک کہ مناظر اسلام منبر شریف کو مزین فرماتے۔

راقم السطور نے بعض اوقات علامہ محمد شریف نوری قصوری علیہ الرحمہ کے ہاں زیارت کی بعد نعت شریف سننے کا فیض پایا۔ صوفی محمد اسماعیل نقشبندی قصوری، صوفی محمد دین صاحب نقشبندی حیدری قصوری' مقبول ترین ثناخوانِ مصطفےٰ ﷺ ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں جوارِ رحمت سے بہرہ مند فرمائے یہ دونوں حضرات علی پور سیّداں حضرت امیر ملّت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمہ سے بیعت کا شرف رکھتے تھے. کبھی کبھی اِن کے ہاں حضرت نگینہ علیہ الرحمہ بھی تشریف لاتے، بڑی پاکیزہ محافل تھیں اُس زمانے کے یہ نعت خوان، نعت گو عملاً بڑے پختہ تھے خوبصورت پیکر' ہر ایک کا چہرہ سنّتِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء سے سجا ہوتا۔ جسمانی ساخت میں حسن نمایاں تھا۔ عشق مصطفےٰ ﷺ اُن کے سراپا میں عجیب نکھار پیدا کرتا، سامعین کرام بھی دولت محبت سے اپنی جھولیاں بھر لیتے. آج کل کے نعت خواں حضرات کے لئے اُن کی سیرت مشعلِ راہ ثابت ہو سکتی ہے۔ میری عمر زیادہ نہیں تھی تاہم حضرت نگینہ صاحب علیہ الرحمہ کا سراپا آج بھی میرے تصور کو منور کر رہا ہے۔ وہ اپنے کردار اور اخلاق میں بلند تر تھے۔ روپے پیسے سے بے نیاز نعت خوانی کرتے بلکہ دیگر ثناء خوان حضرات کی حوصلہ افزائی اپنی جیب سے فرمایا کرتے۔ اُن کی آنکھیں ہر وقت تلاش محبوب میں محو رہتیں۔ ثناء خوانی کے وقت اُن پر بے اختیار رقت طاری ہو جاتی' جس سے مجمع پر بے حد اثر ہوتا۔ حاضرین وسامعین کی آنکھیں بھی نمناک ہو جاتیں۔ زیادہ کیا لکھا جائے جو کچھ دیکھا، سنا لکھ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کے روحانی فیوض وبرکات سے زمانے بھر کو مستفیض فرماتا رہے۔ امین ثم امین بجاہ طٰہٰ ویٰسین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم

محمد منشا تابش قصوری

۱۴ ذوالقعدہ ۱۴۲۷ھ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

از: محمد مظفر اقبال مصطفوی ابن مفتی محمد غلام جان قادری

رضوی اندرون ٹکسالی گیٹ لاہور۔

مکرمی ومحترمی حضرت علامہ مولانا منیر احمد یوسفی صاحب زید مجدکم

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہم!

مکتوب گرامی ملا' تعمیل حکم کے مطابق عالم باعمل صوفی باصفا وبے ریا حضرت مولانا محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ کے مطلق خود دیکھی' سنی یا دسپرد قلم کر رہا ہوں۔

غالباً ۱۹۵۵ء کا دور ہے جب بندہ کو محدثِ اعظم پاکستان حضرت مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے مدرسہ' دار العلوم مظہر اسلام لائل پور میں میرے والد گرامی حضرت ابوالمظفر مفتی محمد غلام جان قادری رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حصولِ تعلیم کی غرض سے لائل پور بھیجا۔ یہ وہ مبارک دور تھا کہ لائل پور کی

بنجر زمین کو ہموار کر کے محدث اعظم پاکستان نے محبت رسول ﷺ کا پودا لگایا تھا اور بڑی محنت شاقہ سے اُس کی آبیاری کی تھی وہ اب تن آور، سایہ دار درخت بن چکا تھا جس کی ٹھنڈی چھاؤں میں بیٹھ کر غلامانِ رسول، محبتِ رسول (ﷺ) کی نعتیں پڑھتے، صفت وثناء بیان کرتے اور اُجڑے ہوئے دلوں کی دنیا کو آباد کرتے۔

جگہ جگہ محافل اور جلسوں کا انعقاد ہوتا جہاں ملک کے گوشے گوشے سے نامور علماء کرام تشریف لا کر اپنے مواعظ حسنہ سے مسلک حقہ اہلسنت وجماعت کی حقانیت لوگوں پر واضح کرتے اور باطل کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کرتے۔ ہر طرف رضا کی دھوم اور چرچا ہوتا۔ اِن اسٹیجوں پر خوش الحان بھی چہچہاتے۔ لیکن جس جلسہ میں حضرت محمد یوسف علی صاحب نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ نعت پڑھتے تو وہ بھرا مجمع لوٹ لیتے۔ جلسہ کے حسن میں نکھار آجاتا کیونکہ اُن کے نعت پڑھنے میں جذب وحال کی چاشنی سے لطف دوبالا ہوجاتا۔ ایک دن یہ خبر گرم ہوئی کہ شاہی مسجد میں محمد یوسف علی نگینہ صاحب (رحمہ اللہ تعالیٰ) آرہے ہیں شوقِ دید دامن گیر ہوا۔ جلسہ پر حاضری کے بعد متلاشی نگاہیں اسٹیج پر جمی ہوئی تھیں کی اچانک ایک دوست نے بتایا کہ وہ ہیں نگینہ صاحب (رحمہ اللہ تعالیٰ) اُن کا سراپا دیکھتے ہی دیدشنید سے بغل گیر ہوگئی، بمصداق طابق النعل جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا ہے۔ سرخ چہرے پر حسین داڑھی کا ہار، چمکدار آنکھیں، معصوم سی مسکراہٹ، گندمی رنگ کے کھدر کے لباس میں ملبوس، گلے میں ایک چھوٹا سا بیگ آویزاں، یہ سادگی ہی اُن کا حسن تھا۔ جلسہ میں جب آپ کے نعت پڑھنے کا اعلان ہوا، تو میں ہمہ تن گوش ہوگیا سکوت کی چادر تن گئی حضرت محمد یوسف علی نگینہ (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور اُس کے پیارے محبوب ﷺ کی بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کرنے کے بعد اپنے بیگ سے کتاب نکالی، یہ کتاب ''شفاشریف'' تھی۔ اُس سے ایک عبارت سنائی اور پھر اپنی ترنم ریز اور مسحور کن آواز میں اشعار کے نگینے جابجا جڑنے شروع کیے۔ وجد وجذب کی حسین محفل کا ایک سماں بندھ گیا، ہر طرف سے واہ واہ اور سبحان اللہ کی صدائیں بلند ہونے لگیں، محدث اعظم پاکستان بھی محظوظ ہو کر دادِ تحسین دینے لگے۔

اُن کے چند بول آج بھی میرے کانوں میں رس گھول رہے ہیں جو وہ جھوم جھوم کر اور مزے لے لے کر اور مزے دے دے کر پڑھا کرتے:

سورت احزاب کڈھ ذرا، بائیویں سپارے نظر ٹکا
پڑھن فرشتے تے خدا صلی علیٰ نبینا

پھر اُس اللہ کے بندہ پر ایک ایسا وقت آیا، علماء کرام کی صحبت رنگ لائی کہ وہ مقبول بارگاہِ الٰہی ہوگیا۔ ایک نعت خواں، علمی مدارج طے کر کے، دیکھتے ہی دیکھتے وہ نامور علماء کی صف میں شامل ہوگیا اور لوگوں کا وہ مرجع بن گیا کہ علمی دنیا میں نام پیدا کیا۔ انعامات الٰہی کا سلسلہ اور آگے بڑھا اور مسندِ رشد وہدایت پر جلوہ گر ہو کر علمی وروحانی سوغات لٹاتے لٹاتے بڑے بانکپن سے اُس جہاں کو سدھار گئے۔

کہاں یہ تعارف ہوتا تھا کہ نعت خواں محمد یوسف نگینہ (رحمہ اللہ تعالیٰ) اور کہاں اب یہ اعزاز کہ عالم باعمل فاضل اکمل صوفی باصفاء عامل بے ریا حضرت مولانا محمد یوسف صاحب نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ وسعہ

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

خاکپائے علماء وسگِ درگاہ رضا
محمد مظفر اقبال مصطفوی ابن مفتی محمد غلام جان قادری رضوی علیہ الرحمہ
اندرون ٹکسالی گیٹ لاہور۔